ماہنامہ

انصاراللہ



حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

".....تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں....."

(رسالہ الوصیت - صفحہ ۷)

ایڈیٹر

نصراللہ خاں ناصر

ہجرت ۱۳۸۲ھش

مئی ۲۰۰۳ء



شجرہ طیبہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر کی حیثیت سے فرمایا:

''....... پس **کامل بھروسہ** اور **کامل توکل** تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا۔ زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ قائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا..... کہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرۂ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے۔ کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی..... ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا''

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ہجرت ۱۳۸۲ ہش - مئی ۲۰۰۳ء

جلد نمبر ---------------- ۴۴

شمارہ نمبر ---------------- ۵

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ، محمود احمد اشرف

اس شمارہ میں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پبلشر: عبد المنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ: ---------------- ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ: ---------------- دس روپے

”کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ“

ہمارے دل غمگین ہیں، آنکھیں اشکبار، ایک انتہائی پیار کرنے والی شخصیت ہم سے جدا ہو چکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال پر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے خطاب مورخہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۳ء بمقام اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری جماعت! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہمارے دل غمگین ہیں۔ آنکھیں اشکبار ہیں۔ ایک انتہائی پیار کرنے والی شخصیت ہم سے جدا ہو چکی ہے۔ لیکن ہم اس خدائی فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ جماعت ترقی کے جو نظارے ہم نے خلافت رابعہ میں دیکھے وہ کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جانے والے کو الوداع کہنے اور آنے والے کا استقبال کرنے کا جو طریق ہمیں سمجھایا اس کے مطابق ہی آج میں یہاں کھڑے ہو کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ: اے جانے والے! تُو نے جس تیزی سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھایا ہم ہمیشہ اس مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ہر قربانی، ہر قسم کی قربانی دیتے رہیں گے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً تو نے اس کا حق ادا کر دیا۔ تیری روح پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

اور پھر اب آنے والے کا استقبال اس طرح کریں کہ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن اور سلامتی کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اور تمام دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے اسی طرح خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ اور اس کے لئے ہمیشہ دعاؤں سے بھی تیری مدد کرتے رہیں گے۔

یہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت کے وہ نظارے جو جماعت کو ہمیشہ دکھاتا رہا پہلے سے بڑھ کر دکھائے۔ ہماری نالائقیوں اور ناسپاسیوں کو معاف فرمائے۔ ہماری پردہ پوشی فرمائے۔ محض اپنے فضل سے، محض اپنے فضل سے میری پردہ پوشی فرمائے۔ اپنی رحمت کا ہاتھ کبھی ہم سے نہ اٹھائے۔ کبھی ہم سے نہ اٹھائے۔ کبھی ہم سے نہ اٹھائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔''

ایک چاند کے بعد -- دوسرا چاند

''قدرتِ ثانیہ'' کی آسمانی تجلیات کا ظہور

اللہ تعالیٰ کی سنتِ قدیمہ کے مطابق یہ آسمانی وعدہ ہے کہ وہ مومنوں اور عمل صالح بجالانے والے اپنے بندوں کی تائید ونصرت فرماتے ہوئے ان کے لئے سکینیت وطمانیت اور غلبہ ظاہر فرماتا ہے اور ابتلاء وخوف کی حالت کو امن وسلامتی میں بدل دیتا ہے تا اس کے بندے عبودیت کا رنگ اختیار کر کے توحید خالص کو قائم کریں۔

اللہ تعالیٰ کی اسی سنت کا ذکر کرتے ہوئے ایک صدی قبل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا۔

''......تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں...... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے......'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۷-۸۔ روحانی خزائن جلد ۲۰)

یہ ''دوسری قدرت'' جو دائمی ہے اور قیامت تک غیر منقطع قرار دی گئی ہے اصطلاحاً ''قدرتِ ثانیہ'' سے معروف ہے اور مخبر صادق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نوید کے عین مطابق ہے۔

''قدرتِ ثانیہ'' کے ظہور پر اب ایک صدی گزرنے کو ہے۔ ''قدرتِ ثانیہ'' کے ایک ماہتاب کے بعد دوسرا ماہتاب اپنے انوار وبرکات ظاہر فرماتا رہا۔ ان انوار وبرکات کا ایک تسلسل ہے جو دائمی ہے۔ دینِ حق کے مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے بھی حدیث رسولؐ ''رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ'' کا اشارہ ہے جو اس بات کی نشاندہی ہے کہ ان ''رجالِ کامل'' کا تعلق ابناء فارس سے ہوگا۔ جو حضرت مہدی آخرالزمان کے ساتھ روحانی تعلق میں اعلیٰ مقام رکھیں گے۔ اس ذمہ داری کی طرف الہام الٰہی میں تاکید ہے کہ ''خُذُوا التَّوْحِيْدَ التَّوْحِيْدَ يَا اَبْنَاءَ الْفَارِس'' اور یہی قدرت ثانیہ کے قیام کا مقصد وحید ہے۔ دینِ حق کی اشاعت ایک لمبے زمانہ پر ممتد ہے ''کئی اور وجود'' کی پیشگوئی اس طرف اشارہ کر رہی ہے۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نَوَّرَ اللّٰہُ مرقدہٗ قدرتِ ثانیہ کے ایک ماہتاب تھے۔ آپ کے وصال کے ساتھ **ایک چاند کے بعد -- دوسرا چاند** ظاہر ہوا--- اے جانے والے! تجھ پر ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں کہ تو نے دین کے غلبہ کے لئے تادم زیست اس کا حق ادا کر دیا اور اے آنے والے! ہم خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ عہد کرتے ہیں کہ نورِ مصطفویؐ کو دُنیا پر قائم کرنے کے لئے دامے درمے سخنے قدمے ہم تیرے ساتھ ہیں اور اپنے ربّ کریم سے اپنے پیارے آقا کی تائید ونصرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْكُمْ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

امام الکلام

''خدا تمہارے ساتھ ہوگا''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں :

''دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ۔ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے ہیں پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۷ - ۳۰۸)

کلام الامام

خلافت کے قیام کا مدعا توحید کا قیام ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ جون ۱۹۸۲ء میں فرمایا۔

''خلافت کے قیام کا مدعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل۔ ایسا کہ جو کبھی ٹل نہیں سکتا، زائل نہیں ہوسکتا۔ اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی...... خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے، میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے کامل توحید کے ساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میرے حمد و ثناء کے گیت گایا کرو گے۔ یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا اور مجھے یقین ہے اور جو نظارے ہم نے دیکھے ہیں اور جن کے نتیجہ میں غم کے دھاروں کے علاوہ حمد کے دھارے بھی ساتھ بہہ رہے ہیں اور شکر کے دھارے بھی ساتھ ہی بہہ رہے ہیں ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آج دنیا میں کوئی قوم اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی جو جماعت احمدیہ کا مقام اس دنیا میں ہے وہ کسی اور جماعت کا نہیں...... **پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا** اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا۔ زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والی عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرہ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ اور قائم رکھے گا۔ جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا...... کہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرۂ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر، اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے۔ کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت **نو بہار اور سدا بہار** ہے۔ ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا......''

(الفضل ۲۲ جون ۱۹۸۲ء)

عربی منظوم کلام

مَا شَاهَدَتْ عَيْنِىْ كَمِثْلِكَ مُحْسِنًا ... يَا وَاسِعَ الْمَعْرُوْفِ ذَا النُّعَمَاءِ

میری آنکھ نے تجھ سا (کوئی) محسن نہیں دیکھا - اے احسانات میں وسعت پیدا کرنے والے اور اے نعمتوں والے!

أَنْتَ الَّذِىْ قَدْ كَانَ مَقْصِدَ مُهْجَتِىْ ... فِىْ كُلِّ رَشْحِ الْقَلَمِ وَالْإِمْلَاءِ

تو ہی تو میری جان کا مقصود تھا قلم کے ہر قطرہ (روشنائی) اور لکھائی ہوئی تحریر میں۔

لَمَّا رَأَيْتُ كَمَالَ لُطْفِكَ وَالنَّدَا ... ذَهَبَ الْبَلَاءُ فَمَا أُحِسُّ بَلَائِىْ

جب میں نے تیرے لطف کا کمال اور بخششیں دیکھیں تو مصیبت دور ہوگئی اور میں اپنی مصیبت کو محسوس ہی نہیں کرتا۔

إِنِّىْ تَرَكْتُ النَّفْسَ مَعَ جَذَبَاتِهَا ... لَمَّا أَتَانِىْ طَالِبُ الطُّلَبَاءِ

میں نے نفس کو اس کے جذبات سمیت چھوڑ دیا جب میرے پاس طالبوں کا طالب آیا۔

مُتْنَا بِمَوْتٍ لَا يَرَاهُ عَدُوُّنَا ... بَعُدَتْ جَنَازَتُنَا مِنَ الْأَحْيَاءِ

ہم ایسی موت سے مر چکے ہیں جس کو ہمارا دشمن نہیں دیکھ سکتا - ہمارا جنازہ زندوں سے بہت دور ہوگیا ہے۔

لَوْلَمْ يَكُنْ رُحْمُ الْمُهَيْمِنِ كَافِلِىْ ... كَادَتْ تُعَفِّيْنِىْ سُيُوْلُ بُكَائِىْ

اگر خدائے مہیمن کی شفقت میری کفیل نہ ہوتی تو قریب تھا کہ میری گریہ وزاری کے سیلاب میری ہستی کو مٹا دیتے۔

نَتْلُوْ ضِيَاءَ الْحَقِّ عِنْدَ وُضُوْحِهِ ... لَسْنَا بِمُبْتَاعِ الدُّجٰى بِبَرَاءِ

ہم حق تعالیٰ کے نور کی اس کے ظاہر ہونے کے وقت پیروی کرتے ہیں ہم مہینہ کی پہلی رات کے بدلے تاریکی کے خریدار نہیں ہیں۔

إِنِّىْ شَرِبْتُ كُئُوْسَ مَوْتٍ لِلْهُدٰى ... فَرَأَيْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَيْنَ بَقَائِىْ

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے جام نوش کئے پس میں نے موت کے بعد اپنی بقاء کا چشمہ دیکھا۔

(منن الرحمن - روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۶۹-۱۷۰)

فارسی منظوم کلام

کاملاں کز شوقِ دلبر مے روند بادو صد بارے سُبک تر مے روند

کامل لوگ جو دلبر کے شوق میں چلے جا رہے ہیں وہ دو سو بوجھ اُٹھا کر بھی ہلے پھلکے چلتے ہیں۔

ایں کمال آمد کہ بافرزند و زن از ہمہ فرزند و زن یک سُو شُدن

کمال تو یہ ہے کہ باوجود اولاد اور بیوی کے۔ پھر بھی اہل و عیال سے الگ ہیں۔

در جہان و باز بیرون از جہاں! بس ہمیں آمد نشانِ کاملاں!

دُنیا میں رہیں گے مگر اصل میں دُنیا سے باہر ہوں۔ کامل لوگوں کی یہی علامت ہے

کامل آں باشد کہ بافرزند و زن باعیال و جملہ مشغولیٔ تن!

کامل وہ ہوتا ہے جو باوجود بیوی بچوں کے۔ اور باوجود عیال اور جسمانی مشاغل کے

با تجارت باہمہ بیع و شرا یک زماں غافل نہ گردد از خدا

اور باوجود تجارت اور خرید و فروخت کے کسی وقت بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا۔

ایں نشانِ قوتِ مردانہ است کاملاں را بس ہمیں پیمانہ است

یہ ہے مردوں والی طاقت کا نشاں کاملوں کے لئے بس یہی معیار ہے

سوختہ جانے ز عشقِ دلبرے کے فراموشش کند با دیگرے

جس کی جان دلبر کے عشق میں جلی ہوئی ہو۔ وہ اس کو بھول کر دوسرے کی طرف کب توجہ کر سکتا ہے۔

دل طپاں در فرقتِ محبوب خویش! سینہ از ہجرانِ یارے ریش ریش!

اپنے محبوب کی فرقت میں اس کا دل تڑپتا ہے۔ اور یار کے ہجر میں سینہ زخمی رہتا ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۹-۶۳۰)

”قدرت ثانیہ“ کے مظہرِ خامس

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

کے متعلق آسمانی نوشتے

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے چند الہامات جن کا مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجودِ مبارک ہے۔

○ ”فرمایا: چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ

”اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔“ (تذکرہ صفحہ ۴۸۷)

○ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک ومقدس وجود رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ کا درخشندہ ثبوت بننے والا تھا آپ کا اسم گرامی ”مسرور احمد“ حضرت مسیح موعودؑ کا الہامی نام ہے۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔

○ ”اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ۔“ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں

○ اِنِّی مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔ اَحْمِلُ اَوْزَارَکَ۔

○ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا۔

○ ”میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔

○ اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکَ تیری دعا قبول کی گئی۔ ○ سَنُرِیْھِمْ اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ۔ عنقریب ہم ان کو نشانات دکھلائیں گے گرد و نواح میں اور خود ان میں۔ (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۷۴۴)

○ رویاء: ”شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے۔ اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ”وہ بادشاہ آیا“ دوسرے نے کہا کہ ”ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے“ فرمایا: قاضی حَکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔ (تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۶۹۱)

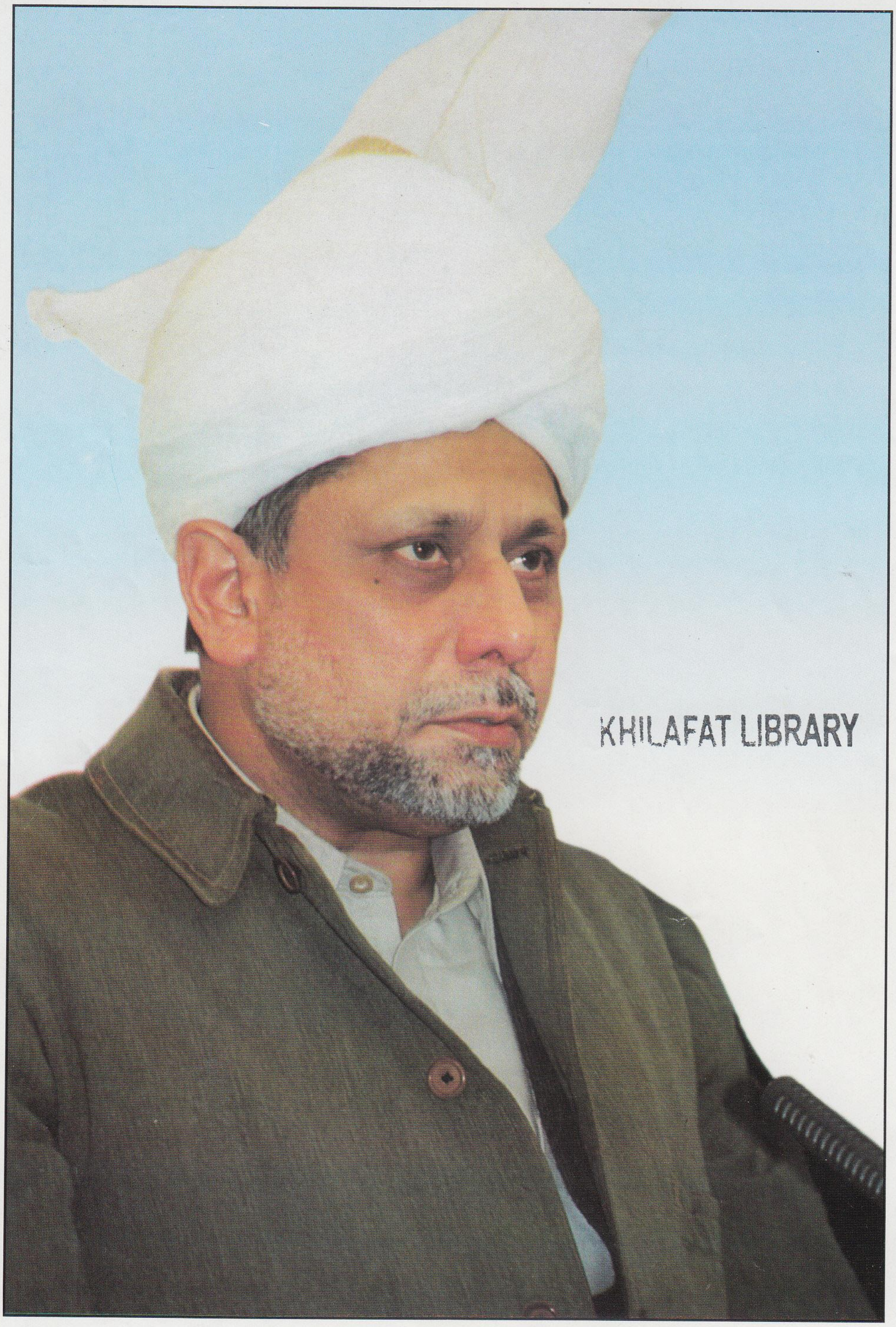
اور جب یہ پیدا ہوا تھا اس وقت عالم کشف میں میں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک روپیہ اترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ اس پر لکھا تھا۔ مُعَمَّرُ اللّٰہ (خدا کی طرف سے عمر دیا ہوا) (اخبار بدر قادیان ۱۰؍جنوری ۱۹۰۷ء)

○ شریف احمد کی نسبت اس کی بیماری کی حالت میں الہامات ہوئے۔

عَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ۔ اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ۔ ----------

مُرَادُکَ حَاصِلٌ۔ اَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ (تذکرہ طبع اوّل صفحہ ۶۶۷-۶۶۶)

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ خامس



حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قرار دادِ تعزیت بروفات

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

ہم اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے سانحۂ ارتحال پر رنج وغم سے چُور ہیں۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت مصلح موعود...... کے صاحبزادہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدرتِ ثانیہ کا مظہرِ چہارم بنایا۔ ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۳ء تک آپ کا اکیس سالہ مبارک دور تاریخِ احمدیت کا ہر لحاظ سے یادگار دور ہے۔

۱۹۸۴ء کا ابتلاء...... جب مخالفین نے بھرپور طاقت کے نشے میں احمدیت کے تمام راستے مسدود کر دیئے...... مگر خدائے کریم و قادر نے عظیم الشان قدرت کا ہاتھ دکھایا۔ خلافت کی عظمت اور زیادہ چمک اٹھی۔ انسانیت کے ہر حصے کو جلیل القدر خطبات اور معارف سے پُر خطابات ملے۔ سوسالہ جلسہ سالانہ قادیان میں منعقد ہوا۔ اور ایم ٹی اے کے ذریعے عالمگیر رشد وہدایت کا سامان ہوگیا۔ عالمی بیعت نے ترقیات کوئی جہتیں عطا کیں۔ آپ کے مبارک دور میں احمدیت پہلے سے دوچند ممالک میں قائم ہوگئی۔ بجٹ اربوں میں پہنچا۔ حضورؒ کی روح پرور، دلگداز اور مجمع کو گرمادینے والی جمال وجلال سے لبریز آواز عرصہ دراز تک آپ کی یادیں زندہ رکھے گی۔

علم الابدان کے لحاظ سے آپ نے ہمیشہ اپنا دامنِ فیض پھیلائے رکھا۔ جگہ جگہ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے دم مسیحائی سے صحت وشفاء پانے والے آپ کے لئے دعا گو ہیں۔ پھر ہومیوپیتھی کلاسز نے بھی ایک کثیر التعداد مخلصین کو پیغام شفا میں بدل دیا۔ علم الادیان کے لحاظ سے تعلیم القرآن کی کلاسز۔ رمضان المبارک کے درس۔ بے انتہاء علوم ومعارف اور حقائق ودقائق سے پُر خطباتِ جمعہ اور جلسوں کی بے شمار تقریروں کے علاوہ مجالس عرفان عطا کیں۔ بچوں اور خواتین کو، عرب مخلصین اور فرنچ، انگریزی، بنگلہ، جرمن زبانیں جاننے والوں کو عام مجالس سوال وجواب میں شامل ساری دنیا کو حیاتِ نو سے ہمکنار فرمایا۔ نیز ایک علمی خزانہ متعدد کتب کی صورت میں آپ کی یادگار ہے۔

خداوند کریم نے اپنی رضا کے حصول کی جو جوت حضور کے دل میں جگائی تھی ہم پوری وفاداری اور صدق وصفاء کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ اس کی لَو کبھی مدھم نہیں ہونے دیں گے اور آپ ہی کے مبارک الفاظ میں خدا سے توفیق مانگتے ہوئے عرض گزار ہیں :-

''اے جانے والے! ہم تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے- ان تمام نیک کاموں کو پوری وفا کے ساتھ یا پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے چلاتے رہیں گے اور اپنے خون کے آخری قطرہ تک ان کاموں میں حسن کے رنگ بھرنے کے لئے استعمال کریں گے جو رضاء باری تعالیٰ کی خاطر تو نے جاری کئے تھے- اور اگر اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین نہیں پاسکی تو اے ہمارے جانے والے آقا! اُس دنیا میں تیری رُوح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین پائے گی- ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں یعنی تیری یاد سے یہ عہد کرتے ہیں اور اصل عہد تو ہمارا اپنے رب سے ہے اور وہی زندہ حقیقت ہے-''

جانے والے اندرونِ وادیٔ قلب و دماغ
مدتوں روشن رہیں گے تیری یادوں کے چراغ

خداوند کریم اپنے بے پایاں فضل واحسان سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے درجات عالیہ ہمیشہ بلند سے بلند تر فرماتا رہے اور آپ کی پھیلائی ہوئی روشنی انسانیت کو ہمیشہ منور کرتی رہے- آمین یا ارحم الراحمین-

اس موقعہ پر ہم قدرتِ ثانیہ کے مظہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ عالمگیر سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تجدید عہد کرتے ہیں کہ ہم کامل اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ آگے بڑھیں گے- احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے- نیز ہم اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں گے- اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شاہراہِ غلبۂ حق وصداقت پر آنے والے دَور میں نئی سے نئی تجلّیات کے ساتھ جلوہ فرمائے اور کامل غلبہ کی منزل کو قریب تر کردے- آمین یا ارحم الراحمین-

ہم ہیں حضور کے انصار
اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان- ربوہ

''قدرتِ ثانیہ'' کی اہمیت وعظمت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے اہم ارشادات

مرتبہ: مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

○

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام قدرت ثانیہ کے ظہور کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''......سواے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے- سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے- اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں- لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی......''

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے- سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۰۵-۳۰۶)

○

سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول......فرماتے ہیں:-

''حضرت صاحب کی الوصیت میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر چودہ اشخاص (جو صدر انجمن کے ممبر اور ٹرسٹی تھے- ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو- تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے- پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو- اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا- پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا- اب جو اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے-'' (حیاتِ نور صفحہ ۳۹۰)

''......میں قرآن ہاتھ میں لے کر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی ہرگز خواہش نہیں- اور نہ تھی

اور قطعاً خواہش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کے منشاء کو کون جان سکتا ہے۔ اس نے جو چاہا کیا۔ تم سب کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ اور اس نے آپ، نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔'' (حیاتِ نور صفحہ ۵۲۶)

''اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔'' (حیاتِ نور صفحہ ۵۶۳)

''خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے۔ کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔''

(خطباتِ نور صفحہ ۴۱۹)

○

خدائی تائید و نصرت کے متعلق سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی.....فرماتے ہیں:

''جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کے کاموں میں روک ڈال سکے۔ اس کو ایک قوت اور اقبال دیا جاتا ہے اور ایک غلبہ اور کامیابی اس کی فطرت میں رکھ دی جاتی ہے۔'' (الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

''پھر میں کہتا ہوں کسی کو خلیفہ ہونے سے فائدہ کیا ہے سوائے اس کے کہ لوگوں کے مصائب اور ان کی اصلاح کے لئے غم کھاتا اور کڑھتا رہے کہ کسی طرح جماعت کا جہاز پار ہو جائے۔ خلافت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ایک مردم کش چیز ہے وہ کسی کے قتل کے لئے ایک نہایت سریع التاثیر آلہ ہے جو مضبوط اور جوان سے جوان آدمی کو تھوڑے عرصہ میں مار دیتا ہے اور یہ ایک آزاد آدمی کو غلام بنا دیتی ہے اور گھن کی طرح اس کو کھا جاتی ہے۔ باقی رہے خدا کے فضل اور احسانات وہ صرف خلافت کے ساتھ وابستہ نہیں۔ بے شک روحانی فضل خلیفہ پر ہی ہوتے ہیں لیکن خدا کے فضلوں میں داخل ہونے کے لئے صرف یہی روحانی دروازہ نہیں......'' (الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۲۲ء)

''تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ۔ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے۔ اور اس

کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں- ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے- اسی لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا- یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں- اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی- تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی- اور اگر خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو اگلی نسل انصار اللہ کی اعلیٰ ہو گی (سبیل الرشاد حصہ اول صفحہ ۱۲۲)

''تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کے لئے دعاؤں کی جو شرط لگائی ہے- وہ کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں- بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس ارشاد کا یہ مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم یہ دعا کرو کہ تمہیں پہلی بار خلافت نصیب ہو- اور پہلی خلافت کے زمانہ میں اس دعا کا یہ مطلب تھا کہ الٰہی اس کے بعد ہمیں دوسری خلافت ملے- اور دوسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنے ہیں کہ تمہیں تیسری خلافت ملے- اور تیسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ تمہیں چوتھی خلافت ملے...... پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو- اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی- دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آ سکے گی- اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے-'' (تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۶۰۹)

''تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا- لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی- جب تک تم اس کو پکڑے رکھو گے تو کبھی دنیا کی مخالفت تم پر اثر نہ کر سکے گی-'' (درس القرآن المجید مطبوعہ ۱۹۲۱ء صفحہ ۷۳)

''.......... کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے...... اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے-'' (برکات خلافت- انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۵۶)

O

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

''..... ایک دن آئے گا کہ لوگ حیران ہوں گے اور دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کتنی بڑی طاقت تھی کہ بظاہر کمزور نظر آنے والا، مال سے محروم، وسائل سے محروم، دنیا کی عزتوں سے محروم، ہر طرف سے دھتکارا جانے والا، ذلیل کیا جانے والا، اور وہ سلسلہ جس کو دنیا نے اپنے پاؤں کے نیچے مسلنا چاہا، خدا تعالیٰ کے فضل نے اسے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا ہے-'' (حیات ناصر صفحہ ۳۶۰)

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے- اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل

ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندوں کو چنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور بے نفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے۔'' (الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ...... اب انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔'' (الفضل ۲۸ جون ۱۹۸۲ء)

''خلافت کے قیام کا مدعا توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل۔ ایسا کہ جو کبھی ٹل نہیں سکتا، زائل نہیں ہو سکتا۔ اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی...... خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے، میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے کامل توحید کے ساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میرے حمد وثناء کے گیت گایا کرو گے۔ یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا......'' (الفضل ۲۲ جون ۱۹۸۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دو شعر

مرسلہ: محترم پیر معین الدین صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دو شعر جو آخری دنوں میں اکثر حضورؒ کے وردِ زبان رہتے تھے۔

میں گہری نیند سونا چاہتا ہوں میں اب خاموش ہونا چاہتا ہوں
جو بچھڑے ہیں جو روٹھے ہیں میں ان سے گلے مِل مِل کے رونا چاہتا ہوں

حضورؒ کی بچیوں سے مجھے اپنی بہو (ان بچیوں کی خالہ زاد) کی وساطت سے ملے ہیں۔ یہ معمولی شعر نہیں ہیں ان میں بہت کچھ ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے (۱) آپ اس دنیا کو چھوڑ جانے کے لئے نہ صرف تیار تھے بلکہ اس کے آرزومند تھے۔ (۲) آپ سمجھتے تھے کہ آپ کا کام اب ختم ہو چکا ہے (۳) آپ بچھڑ کے اگلے جہان جانے والوں سے ملنا چاہتے تھے (۴) روٹھنے والوں کے لئے بھی آپ کے قلب مطہر میں نہایت نیک اور محبت کے جذبات تھے۔

بقا عدل کی ہے بقائے خلافت

سُنی ہم نے جس دم نوائے خلافت
ہوئے جان و دل سے فِدائے خلافت

ہمیں خُلد ربوہ کی پنہائیوں میں
نظر آ رہی ہے ردائے خلافت

زمانے کی رفتار یہ کہہ رہی ہے
بقا عدل کی ہے بقائے خلافت

کسی کے لبوں پر قصائد جہاں کے
ہمارے لبوں پر ثنائے خلافت

رہے حشر تک وہ ثنا خوان اس کا
جسے اپنا جلوہ دکھائے خلافت

بصیرت جسے دے وہ ربّ دوعالم
وہی باندھتا ہے ہوائے خلافت

اندھیرے گھروں میں اُجالے ہوئے ہیں
گئی ہے کہاں تک ضیائے خلافت

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا
اسے رکھ سلامت خدائے خلافت

جسے روح تسلیم کرتی ہے ثاقبؔ
وہی آج ہے رہنمائے خلافت

ثاقبؔ زیروی

(مرسلہ: مکرم انور مسعود احمد صاحب از ''آہنگ حجاز'')

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سیرت طیبہ کا تذکرہ

ذکرِ حبیب

(۳)

از: مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان

حضرت اقدسؑ کے متعلق اپنوں کی رائے

حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں یہ غیروں کی رائے ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ حضور کے بارے میں اپنے کیا کہتے ہیں۔

۱۹۱۴ء کی بات ہے لاہور سے ایک مشہور عیسائی مصنف (مسٹر والٹر) جو جماعت پر ایک کتاب تحریر کرنا چاہتے تھے قادیان تشریف لائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... سے ملاقات کے بعد انہوں نے خواہش کی کہ حضور کے کسی قدیمی ساتھی سے ان کی ملاقات کرائی جائے۔ (بیت) مبارک میں کپورتھلہ سے تعلق رکھنے والے قدیمی فدائی حضرت منشی محمد اروڑا صاحب سے ان کو ملوایا گیا۔ مسٹر والٹر نے حضرت منشی صاحب سے دریافت کیا:

''آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں اور آپ نے انہیں کس دلیل سے مانا اور ان کی کس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا۔''

منشی صاحب نے جواب میں کہا:

''میں حضرت مرزا صاحب کو اُن کے دعویٰ سے پہلے کا جانتا ہوں۔ میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا۔ ان کا نور اور ان کی شخصیت ہی میرے لئے سب سے بڑی دلیل تھی۔ ہم تو ان کے منہ کے بھوکے تھے۔''

یہ کہہ کر حضرت منشی صاحب حضور کی یاد میں اس طرح بے قرار ہوئے کہ اس چھوٹے بچے کی طرح رونے لگے جو اپنی ماں سے بچھڑ گیا ہو!

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب............ فرماتے ہیں کہ حضرت منشی صاحب کو اس طرح روتے دیکھ کر مسٹر والٹر کا رنگ سفید ہو گیا اور وہ حیرانی کی حالت میں حضرت منشی صاحب کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے۔ حضرت منشی صاحب کی اس کیفیت کا کچھ ایسا اثر ان پر ہوا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''احمدیہ موومنٹ'' میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ تو کہہ سکتے ہیں مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا گہرا اثر کیا ہو ہم اسے دھوکے باز ہرگز نہیں کہہ سکتے۔''

کپورتھلہ سے تعلق رکھنے والے ایک اور دوست حضرت منشی ظفر احمد صاحب .... بیان فرماتے ہیں کہ کپورتھلہ کی جماعت کو حضور علیہ السلام کے وصال کی اطلاع ملی تو ہم سب صدمہ رسیدہ دلوں کے ساتھ قادیان کے لئے روانہ ہوئے امرتسر ریلوے اسٹیشن پر حضور کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو بے قراری کے ساتھ ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ جو جالندھر سے قادیان جا رہے تھے۔ ہم نے آگے بڑھ کر اظہار تعزیت کیا۔ گفتگو کے دوران آپ کہنے لگے:

''میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ گذرا ہے۔ میں دورہ پر تھا اور جالندھر کے نواحی دیہات میں گھوڑے پر جا رہا تھا کہ اچانک مجھے زور سے یہ (الہامی) آواز سنائی دی: ''ماتم پرسی''

اس آواز کے سنائی دینے کے ساتھ ہی مجھ پر شدید ہم و غم کی کیفیت طاری ہوگئی اور میری کمر بوجھ سے دب گئی......... مجھے یقین ہوگیا کہ حضرت والد ماجد وفات پا گئے ہیں۔ کیونکہ وہی علو مرتبت کے اعتبار سے یہ مقام رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اظہار تعزیت فرمائے۔ مرزا سلطان احمد صاحب کہتے ہیں:

''اس یقین کے پختہ ہونے پر میں گھوڑا تیز کر کے جالندھر شہر پہنچا اور سیدھا کچہری میں ڈپٹی کمشنر کے پاس جو انگریز تھا گیا اور اسے درخواست دی کہ میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے مجھے پانچ دن کی رخصت دی جائے۔ وہ میری درخواست پڑھ کر کہنے لگا۔ آپ کے والد صاحب مشہور خلائق شخصیت ہیں ان کی علالت کی کوئی خبر شائع نہیں ہوئی کیا آپ کو کوئی تار ملا ہے ..... میں نے جواباً کہا کہ مجھے تار وغیرہ تو کچھ نہیں ملا۔ لیکن مجھے الہام ''ماتم پرسی'' ہوا ہے۔ جس سے میں یقین کرتا ہوں کہ میرے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ میری بات سن کر ڈپٹی کمشنر صاحب ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ الہام کوئی چیز نہیں یہ محض آپ کا وہم ہے۔ آپ کے والد خیریت سے ہیں کوئی فکر نہیں کریں۔ پھر کہنے لگے میں رخصت دینے میں کوئی روک نہیں ڈالتا۔ اگر آپ چاہیں تو پانچ دن سے زیادہ رخصت لے لیں۔ چونکہ اس وقت مرزا سلطان احمد غم کی کیفیت میں تھے اور جلد قادیان پہنچنا چاہتے تھے اس لئے مسئلہ الہام پر بحث کو طول دینے کی بجائے وہ اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے۔ ابھی آپ سفر کی تیاری کر رہے تھے کہ لاہور سے تار آیا کہ حضور کی وفات ہوگئی ہے اور جنازہ قادیان لے جا رہے ہیں اس لئے وہ قادیان ہی پہنچیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے بتایا کہ میں نے جب یہ تار پڑھا تو خیال آیا کہ یہ انگریز الہام کا منکر ہے اس پر حجت پوری کر آؤں۔ دوبارہ کچہری گئے اور ڈپٹی کمشنر صاحب تار دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے اور کہنے لگے: ''یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے۔''

حضور کے ایک بیٹے کا واقعہ ہم نے پڑھا جو ابھی حضور کی بیعت میں شامل بھی نہیں لیکن ماتم پرسی کے الہام سے جس میں کوئی ذکر اس بات کا نہیں کہ یہ تعزیت کس کی وفات پر ہے وہ بغیر کسی اطلاع کے یقین کر لیتے ہیں اور مضبوطی سے اس بات پر قائم ہو جاتے ہیں کہ حضور وفات پا چکے ہیں۔ اور اپنے افسر سے جا کر اس کا ذکر کرکے رخصت کی درخواست بھی کرتے۔

ہیں اور اس کے یہ کہنے پر کہ تمہارا باپ کوئی عام آدمی نہیں جس کی وفات ہو جائے اور کسی کو خبر ہی نہ ہو اصرار کر کے رخصت حاصل کرتے اور قادیان جانے کے لئے سفر کی تیار کرتے ہیں۔

دوسرے بیٹے کا ردعمل کیا تھا۔ اس کا نقشہ حضرت نواب مبارکہ بیگم .... یوں کھینچتی ہیں۔

اک جوان منحنی اٹھا بعزم استوار		اشکبار آنکھیں، لبوں پر عہد راسخ دل نشیں
میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی		میں تیری تبلیغ پھیلادوں گا بر روئے زمیں

یہ جوان منحنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے اور جس واقعہ کی طرف آپ نے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے اس کی تفصیل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے الفاظ میں یوں ہے۔ آپ کی وفات کے معاً بعد .... بعض لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہو گا تو مجھے یاد ہے گو میں اس وقت انیس سال کا تھا مگر میں نے اسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ:

''اے خدا! میں تجھے حاضر ناظر جان کر تجھ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے۔ میں اس کو دنیا کے کونے کونے پر پھیلاؤں گا۔''

یہ ایک مقدس عہد تھا جو آپ نے اپنے رب سے کیا .... والد کی وفات ہوتی ہے ایک ایسے والد کی جو باپ کی حیثیت میں بھی بہت پیارا تھا۔ لیکن باپ سے زیادہ اس لئے پیارا تھا کہ وہ خدا کا فرستادہ بھی تھا اور آپ کا امام بھی۔ لیکن آپ بھول گئے اس غم کو جو ایک باپ کی وفات پر بیٹے کو ہوتا ہے۔ آپ بھول گئے اس صدمہ کو جو ایک مرید کو اپنے مرشد کے مرنے پر پہنچتا ہے۔ آپ بھول گئے اس بات کو کہ آپ کی جان سے زیادہ عزیز والدہ اور چھوٹے بھائیوں کے دل بھی صدمہ رسیدہ ہیں اور ان کو بھی آپ کی توجہ درکار ہے آپ بھول گئے ان ذمہ داریوں کو جو باپ کے مرنے پر بڑے بیٹے پر عائد ہوتی ہیں۔ اگر آپ کو کچھ یاد رہا تو صرف یہ کہ ان کے باپ نے اپنی زندگی ایک عظیم مقصد کے حصول کے لئے بے مثال جدوجہد میں گزاری تھی۔ اور اس صدمہ کے وقت میں اس تکلیف اور غم اور رنج کے ماحول میں آپ نے سب کچھ بھلا کر ایک پختہ عزم اور ناقابل شکست ارادہ کے ساتھ ایک عہد کیا .... اور پھر اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس عہد پر قائم رہے۔ اور اپنی ساری عمر پوری وفا۔ پوری ثابت قدمی اور پوری جانفشانی کے ساتھ اس عہد کو پورا کرنے میں صرف کر دی۔

حضور کے دو بیٹوں کے یہ واقعات تھے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کی حرم محترم حضور کے بارے میں کیا کہتی ہیں۔ حضور کی وفات ہو چکی ہے۔ جنازہ لاہور سے لا کر قادیان میں حضرت اماں جان ...... کے باغ میں رکھا ہوا ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی ...... بعض دوسرے دوستوں کے ساتھ حفاظت پر مامور ہیں۔ اتنے میں حضرت اماں جان چہرہ دیکھنے کے لئے تشریف لاتی ہیں۔ آپ جنازہ پر آتی ہیں اور صدمہ رسیدہ دل کے ساتھ آپ کے چہرہ پر نگاہ ڈالتی ہیں۔ بے اختیار آپ

کے منہ سے نکلتا ہے۔ ''تو نبیوں کا چاند تھا اور تیرے ذریعہ میرے گھر میں فرشتے اترتے تھے اور خدا کلام کرتا تھا۔''

یہ بات کسی کو سنانے کے لئے نہیں تھی۔ اپنے صدمہ کے وقت میں ایک جذبہ اور خود فراموشی کے عالم میں یہ الفاظ آپ کی زبان پر جاری ہوئے اور ڈیوٹی پر موجود دوستوں نے سن لئے اور اس طرح حسن اتفاق اور ہماری خوش نصیبی سے ایک محرم راز کے منہ سے حضور کی سچائی اور حضور کے دعاوی کی صداقت کی یہ بے تکلف گواہی تاریخ کے صفحات میں ثبت ہوگئی۔ اور پھر حضور کے وصال کے بعد کا یہ واقعہ تو ہر احمدی کے علم میں ہے۔ یہ واقعہ حضرت اماں جان کے حضورؑ کی سچائی پر پختہ ایمان اور حضور کی دعاؤں کی قبولیت پر بے مثال یقین کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم.......... روایت کرتی ہیں کہ: حضرت اماں جان نے حضور کی وفات کے بعد اپنے بچوں کو جمع کیا اور صبر کی تلقین کی اور نصیحت فرماتے ہوئے کہا:

''بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔''

یہ کوئی رسمی سی تسلی نہیں تھی جو ایک صدمہ رسیدہ ماں اپنے بچوں کو دیتی ہے۔ یہ گواہی ہے حضور کی سچائی کی۔ یہ اظہار ہے اس یقین کا جو حضرت اماں جان کو حضور کی دعاؤں کی قبولیت پر تھا۔ یہ بیان ہے اس مشاہدہ کا جو آپ نے حضورؑ کے ساتھ گزارے ہوئے چوبیس سالہ دور کے شب و روز میں کیا۔ یہ نچوڑ ہے اس تجربہ کا جو آپ کو روزمرہ ہوتا تھا کہ حضور کے منہ کی باتیں روز روشن کی طرح پوری ہوتی ہیں۔ یہ بازگشت ہے ''اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ'' کے اس الہام کا جو حضور کی وفات سے بتیس سال قبل.......... حضور کو ہوا تھا۔ اور یہ شہادت ہے اس الہام میں مضمر وعدہ کے بار بار پورے ہونے کی!

ہماری گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ کی تاریخ گواہ ہے کہ حضرت اماں جان نے آسمان پر چھوڑے جانے والی دعاؤں کے جس بھاری خزانے کا ذکر کیا تھا، اُس خزانے سے صرف حضورؑ کی برگزیدہ اولاد نے ہی حصہ نہیں پایا بلکہ گزشتہ سو سال میں جماعت کے ہر فرد نے بھی دعاؤں کے اس خزانے سے اپنی استعداد، اپنے ظرف اور اپنی ہمت کے مطابق حصہ پایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کا فضل اور اس کے انعامات اس طرح ہر احمدی پر سایہ فگن رہے ہیں کہ حضور کے الفاظ میں صرف یہی کہا جا سکتا ہے۔

اگر ہر بال ہو جائے سخن ور　　تو پھر بھی شکر امکاں سے ہے باہر

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر فرد، ہر احمدی اس راستہ پر گامزن رہے جس راستہ پر چل کر ہم ان دعاؤں کے مستحق بن سکتے ہیں جو حضور نے اپنی جسمانی اور روحانی اولاد کے لئے کی ہیں۔ اور وہ بشارتیں ہم میں سے ہر ایک کے حق میں پوری ہوں جو حضور کو اپنی اولاد اور جماعت کے بارے میں عطا ہوئی ہیں۔ اور خدا کرے کہ ہماری کمزوریاں اور ہماری کوتاہیاں اور ہمارے گناہ ان خدائی بشارتوں کے پورا ہونے میں روک نہ بنیں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ آمین!

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب کے شاگرد

حضرت مولوی عبدالستار خان ''بزرگ صاحب'' کے حالاتِ زندگی

(۲- آخری قسط)

(یہ مضمون جناب سید میر مسعود احمد مرحوم کی تحریر و تحقیق ہے جس کا بقیہ حصہ شائع کیا جا رہا ہے - ادارہ)

○ حضرت بزرگ صاحب نے بیان کیا کہ:

ایک دفعہ یورپ سے کسی شخص نے کوئی کھانے کی چیز از قسم حلوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھجوائی - حضور نے اسے اپنے موجود احباب میں تقسیم کر دیا - مولوی عبدالستار خان صاحب (اُس وقت موجود نہ تھے) حضور نے ان کے لئے دُگنا حصہ رکھ لیا - جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو انہیں ان کا حصہ دے دیا - (مولوی صاحب ان دنوں جسم میں درد اور کھانسی کے عارضہ سے بیمار تھے -) وہ حلوہ کھانے سے ان کی شکایت جاتی رہی اور وہ بالکل تندرست ہو گئے -

(اخبار الفضل ۱۷ر نومبر ۱۹۳۳ء)

○ مکرم محمد افضل ابن نور محمد سکنہ کبیر والا، ضلع ملتان (حال ضلع خانیوال) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ قادیان گئے - اُس وقت موسم سرما تھا - اُن کے پاس اوڑھنے کو کوئی کپڑا نہ تھا - ان دنوں مولوی عبدالستار خان صاحب کابلی بھی موجود تھے - ہم دونوں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کے مطب میں سوئے - حضرت مولانا حکیم صاحب نے انہیں دو لحاف دے دئے - رات کو اٹھ کر دونوں تہجد پڑھتے تھے - سیدنا حضرت مسیح موعودؑ صبح کو جب سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو دونوں سردی کی وجہ سے پہلے ہی دھوپ میں جا بیٹھتے تھے...... حضور جب باہر تشریف لاتے تو ہماری طرف دیکھتے تھے - جب ہماری نظریں اٹھتیں تو حضور اپنی نظریں نیچی کر لیتے تھے - اُس وقت مولوی عبدالستار خان صاحب کی حالت ایک مجذوب کی سی تھی - ان میں جذبہ محبت انتہا تک پہنچا ہوا تھا -

(ملخص از رجسٹر روایات رفقاء جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۳۶)

○ بزرگ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب کی شہادت کے بعد میرا دل گھبرا رہا تھا بوقت خواب میری زبان پر جاری ہوا '' آتش عشق آمد وگرد و جوار من بسوخت '' کابل کے بارہ میں (القاء ہوا) ''قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ قَتَلُوْهُ''

○ بزرگ صاحب نے بیان کیا کہ '' صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مَیں جنت میں بہت دفعہ داخل ہوتا ہوں اور میوے کھاتا ہوں اور مَیں چاہتا ہوں کہ تمہارے واسطے بھی پھل لاؤں - مے خواہم از جنت چیز ہائے برائے شما آورم - مگر

مجھے اجازت نہیں۔''

(اخبار الحکم ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۵ء)

○ بزرگ صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مَیں جو باتیں لوگوں کو سناتا ہوں اس سے بہت کم درجہ کی باتوں پر لوگوں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت سے جب مَیں یہ باتیں کرتا ہوں تو مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کو میرا مارنا منظور ہوگا تو یہ حکمت کا طریق مجھ سے چھین لیا جائے گا۔''

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ دوم صفحہ ۱۴)

○ بزرگ صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کو پہچانا تھا۔ اُس کے دروازے کی زنجیر کھٹکھٹاتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں کھٹکھٹانے کی ترکیب بتائی ہے کہ اس طرح کھٹکھٹاؤ تو دروازہ کھولا جائے گا۔'' (چشم دید واقعات شہید مرحوم حصہ دوم صفحہ ۱۷)

○ سید احمد نور نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت صاحبزادہ صاحب نے مولوی عبدالستار خان سے کہا کہ میرے چہرے کی طرف دیکھو۔ مولوی صاحب دیکھنے لگے لیکن دیکھ نہ سکے اور نظریں نیچی ہوگئیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کا چہرہ سورج کی طرح روشن تھا، اسے دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ مولوی عبدالستار خان نے سُبْحَانَ اللّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا شروع کر دیا۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۶)

○ بزرگ صاحب بیان کرتے تھے کہ ''حضرت مسیح موعودؑ سے حضرت شہید کو بڑی محبت تھی۔ ان کا رنگ عاشقانہ رنگ تھا۔ جب وہ حضور کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو ان کی حالت اَور کی اَور ہو جاتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ:

'مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس رنگ میں دیکھا ہے کسی نے نہیں دیکھا.....'

صاحبزادہ صاحب جب حضور کی مجلس میں بیٹھتے تو حضور کے پاؤں دبایا کرتے تھے۔''

(اخبار الحکم ۲۱؍مارچ ۱۹۳۱ء صفحہ ۳)

○ بزرگ صاحب بیان کرتے تھے کہ: ''ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ کی طرف سیر کو جا رہے تھے تو راستہ میں مجھے اور عبدالجلیل سے کہا کہ میرے ماتھے کی طرف دیکھو کہ تم اس کو دیکھنے کی طاقت رکھتے ہو۔ جب ہم نے دیکھا تو وہ ایسا چمکتا تھا جیسے آفتاب۔ ہماری آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور ہم نے نظر نیچی کر لی۔ ایک مرتبہ رات کے وقت بھی ایسا واقعہ ہوا۔ آپ مہمان خانہ میں کوٹھڑی میں تشریف رکھتے تھے۔ اور یہ زمانہ ان کے کمال عشق کی حالت کا تھا۔ جب مَیں نے اور عبدالجلیل نے نظر کی تو ایک بہت بڑے روشن ستارے کی طرح معلوم ہوا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ ہمارے ساتھ وزیر محمد (وزیری ملاّ) بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے کہا کہ مجھے نظر نہیں آیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''شما تقویٰ نہ دارید'' یعنی تمہیں تقویٰ نصیب نہیں۔''

(الحکم ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۵ء)

(نوٹ: مولوی عبدالجلیل صاحب رفیق حضرت مسیح موعود تھے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے خادم خاص تھے۔

جب حضرت صاحبزادہ صاحب کو گرفتار کر کے کابل لایا گیا تو وہ ساتھ آئے تھے انہوں نے بھی قید و جلاوطنی کی صعوبتیں اٹھائی تھیں۔)

○ بزرگ صاحب نے بیان کیا کہ "جب صاحبزادہ عبداللطیف قادیان سے خوست واپس جا رہے تھے تو راستہ میں مَیں نے کہا کہ وہاں آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا 'من نہ میرم' اور یہ بھی کہا 'موت بامن نہ آئید' جب آپ شہید ہو گئے تو رؤیا میں مجھے ان کی زیارت ہوئی۔ مَیں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ تو کہتے تھے کہ 'موت بامن نہ آئید'۔ انہوں نے جواب میں فرمایا: 'کارہائے خدا اہم عظیم است'۔" (الحکم ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۳ء)

نوٹ از مرتب: صاحبزادہ صاحب کے اس قول کی وضاحت کہ موت مجھ پر نہ آئے گی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد سے ہوتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

"اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندے ہیں۔ پس شہید مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ تھا۔"

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۷)

○ بزرگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ: "واقعہ سنگساری کے متعلق (رؤیا میں) مَیں نے دریافت کیا کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ فرمایا "مجھے کوئی دکھ نہیں ہوا اور مَیں نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔" (الحکم ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۵ء)

○ بزرگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ: "آپ نے ایک دفعہ (سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کہا کہ) لوگ قرآن کریم کی ان آیات کو متشابہات میں سے سمجھتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی صفات کے بارہ میں آئی ہیں۔ مگر میرے لئے اس قسم کی آیت متشابہ ہیں جیسے رب العالمین۔ مَیں عالم کو مانتا ہوں اس لئے خدا تعالیٰ فرماتے ہے ورنہ مَیں اسے دیکھتا ہوں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسکرائے اور فرمانے لگے: "وجودی اسی مقام پر پھسل گئے ہیں کیونکہ جب وہ فانی ہو کر عالم کو نہیں دیکھتے تو انکار کر دیتے ہیں۔" (الحکم ۲۱؍مارچ ۱۹۳۵ء صفحہ ۴)

○ بزرگ صاحب نے فرمایا کہ: "ایک دفعہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا کہ بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ ادراک کنہہ باری تعالیٰ محال ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ممکن ہے ان میں سے کون سا فریق حق پر ہے۔" آپ نے فرمایا: ادراک کی کنہہ باری تعالیٰ کے یہ معنی نہیں کہ یہ معلوم کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کیا چیز ہے اور یہ ناممکن ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا تھا کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ تو فرعون نے سوال کیا کہ "وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ" خدا کیا چیز ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا اِنْ کُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ یعنی اے لوگو تم سنتے ہو۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کیا چیز ہے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ رَبُّکُمْ وَرَبُّ اٰبَآءِ کُمُ الْاَوَّلِیْنَ یعنی تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا بھی وہی رب ہے۔ اس پر فرعون کہنے لگا کہ یہ رسول یقیناً مجنون ہے کیونکہ مَیں ذات باری تعالیٰ کی کنہ پوچھتا ہوں اور وہ افعال باری تعالیٰ بیان کرتا ہے۔ یہ بیان کر کے حضورؒ نے فرمایا:

''کنہ معلوم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کا احاطہ کیا جائے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام افعال باری تعالیٰ سے کیوں جواب دیتے۔ دلیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ (الحکم ۲۱ر مارچ ۱۹۳۵ء)

○ بزرگ صاحب فرماتے تھے: ''کرم دین کا مقدمہ جب بہت لمبا ہو گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور ہی میں مقیم ہو گئے۔ مقدمہ کے آخری ایام میں مَیں بھی گورداسپور چلا گیا تھا۔ ان دنوں میں کچھ بیمار تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت ہوگئی تو آپ نے بہت محبت سے میرا حال دریافت فرمایا اور فرمایا: ''تم بیمار معلوم ہوتے ہو''

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ...... نے بھی فرمایا کہ چہرے کا رنگ متغیر ہے۔

حضورؑ کی عادت تھی کہ کوئی چھوٹا آدمی بھی ملنے کے لئے آتا تھا تو یوں اس کا حال دریافت فرماتے تھے جیسے کسی بڑے آدمی کا حال دریافت کیا جاتا ہے۔ پرسان حال کے وقت آپ کا لہجہ بہت شیریں ہوا کرتا تھا۔ الغرض مَیں بھی وہیں مقیم ہو گیا۔''

○ بزرگ صاحب نے بیان کیا کہ ''مقدمہ کرم دین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر لوگوں کو فرمایا کرتے تھے کہ یہ مقدمہ ہمارے حق میں ہوگا۔ یہ مقدمہ دو سال تک لمبا ہو گیا اور اس کی طوالت کی وجہ سے طبیعتیں تنگ ہو رہی تھیں کہ کب فیصلہ ہو۔ ایک دن کشفی حالت میں میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے 'اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا' مَیں نے اس کشفی حالت میں ہی کہا کہ مدد کب دی جائے گی تو جواب میں یہ الفاظ جاری ہوئے 'اَلْیَوْمَ نَنْصُرُ رُسُلَنَا' مَیں نے حضرت اقدس کو اس کشف کی اطلاع دے دی تھی۔ خدا کے فضل کی یہ بات ہے کہ اسی دن اس مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا جو ہمارے حق میں تھا۔ (الحکم ۲۱ر مارچ ۱۹۳۵ء)

بزرگ صاحب نے بیان کیا کہ ''کرم دین کے مقدمہ کی واپسی پر حضورؑ نے بعض کو حکم دیا کہ تم چھینہ سٹیشن پر اتر کر قادیان پہنچو اور بعض کو یکوں پر اپنے ساتھ آنے کا حکم دیا اور بعض کو (سامان والے) گڈوں کے ساتھ آنے کا حکم دیا۔

مَیں پیدل روانہ ہو گیا۔ نہر کے قریب جب ہم پہنچے تو حضورؑ کا رتھ آ گیا۔ حضورؑ ...... جب واپس آ رہے تھے تو ہم نے ...... چادر تان کر حضورؑ کے لئے سایہ کر دیا اور حضورؑ سایہ میں چلنے لگے۔ حضورؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تم پیدل کیوں آ رہے ہو تم کو یکہ پر سوار ہونا چاہئے۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور مَیں پیدل چل سکتا ہوں۔ نہر کے دوسری طرف (حضرت) خلیفۃ اوّل ...... اور بہت سے (رفقاء) یکوں پر انتظار کر رہے تھے۔

حضرت خلیفۃ اوّل ...... کو جب معلوم ہوا کہ حضورؑ نے ایسا فرمایا ہے تو (انہوں) نے مجھے بلایا اور حکم دیا کہ یکے پر

بیٹھو اور فرمایا کہ...... تم کو لازماً بیٹھنا پڑے گا - چنانچہ میں بیٹھ گیا -''

○ بزرگ صاحب نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام بیمار ہوئے - میں بھی حضورؑ کی عیادت کے لئے گیا - حضورؑ ایک لوہے کی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے - حضرت خلیفہ اوّل ...... اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ...... چارپائی کے دوسری طرف بیٹھے تھے - میں جب اندر داخل ہوا تو ایک کرسی پر بیٹھ گیا - میرے بعد میاں چراغ الدین صاحب مرحوم لاہور تشریف لے آئے - وہ میرے پیچھے ایک کرسی پر بیٹھ گئے - پھر مولوی محمد احسن صاحب امروہوی تشریف لائے تو ان کے لئے اندر سے ایک چھوٹی سی چارپائی لائی گئی - وہ اس پر بیٹھ گئے - ان کے پاس ایک کتاب تھی - انہوں نے اس کتاب کو کھول کر کہا کہ یہ کتاب حسن اشعری کی ہے اور اس میں ایک جگہ سے یہ پڑھا ہے کہ نبوت تشریعی منع ہے مطلق نبوت نہیں -

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ متغیر ہو گیا - حضورؑ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ کہنا کہ مطلق نبوت جاری ہے کفر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی اور برکت بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی - نہ کوئی اپنی شریعت لا سکتا ہے اور نہ کوئی اپنی برکت سے نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے - بلکہ یہ سب کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہو سکتا ہے -'' (الحکم قادیان، ۲۱ر مارچ ۱۹۳۵ء)

○ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب مسجد مبارک میں داخل ہوئے - بحث یہ تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون سلسلہ کے مخالفوں کے متعلق لکھا تھا - مولوی محمد احسن صاحب کہتے تھے کہ آپ نے یہ مضمون بہت سخت لکھا ہے - مولوی عبدالکریم صاحب فرماتے تھے کہ میں نے تو کہا تھا کہ مجھ سے مضمون مت لکھواؤ - میں سخت لکھوں گا -

یہ گفتگو بڑھتے بڑھتے تیز ہو گئی - اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے - آپ نے دیکھتے ہی فرمایا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اس پر وہ دونوں خاموش ہو گئے - تب حضور دونوں کو نصیحت فرمانے لگے جس میں اختلاف سے اپنی نفرت کا اظہار فرمایا (الحکم ۲۱ر مارچ ۱۹۳۵ء)

○ بزرگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد شہید مرحوم مجھے خواب میں نظر آئے تو میں نے انہیں پہلے سے زیادہ خوش پایا - معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرتؑ کی ملاقات کا نتیجہ تھا - (الحکم ۱۴ر دسمبر ۱۹۳۵ء)

شریر اور فتنہ پرور مفسدوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے - خصوصیت سے یہ دعا بکثرت پڑھیں -

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

ترجمہ: اے اللہ ان کو پارہ پارہ کردے اور ان کو پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اُڑا دے -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر جہلم میں

آسمانی برکات کا ظہور

از: مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مختلف دینی مہمات کے سلسلہ میں جو سفر کرنا پڑے۔ ان میں سے بعض سفر ایسے بھی تھے جو مخالفین کی طرف سے مخالفت کے باعث پیش آئے مگر آپ کے ساتھ ہمیشہ آسمانی تائید و نصرت رہی اور آپ کا ہر سفر وسیلہ ظفر بنا اور آسمانی برکات کا نزول ہوتا رہا۔ ۱۹۰۳ء کے سفر جہلم میں بھی آپ کو یہ خوشخبری دی گئی "اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ مِّنْ کُلِّ طَرَفٍ" کہ ہر جانب سے تجھے برکتیں دکھاؤں گا۔

بظاہر یہ سفر حضرت اقدس کی تکلیف دہی کا موجب نظر آتا ہے۔ مگر اس سے لوگوں کی نظر میں بھی اہل تقویٰ اور الٰہی تائید و نصرت کا امتیاز ظاہر ہوا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

اہل تقویٰ تھا کرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں — جس نے ناحق ظلم کی راہ سے کیا تھا مجھ پہ وار
اب کہو کس کی ہوئی نصرت جناب پاک سے — کیوں تمہارا متقی پکڑا گیا ہو کر کے خوار

سفر جہلم کی مختصر روئیداد: یہ سفر شروع ہوا تو اس سفر میں پہلا اسٹیشن امرتسر تھا۔ جہاں احمدی احباب کے علاوہ دیگر احباب نے بھی جو کہ حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضورؑ کا استقبال کیا۔ یہ کثرت اور اژدہام دیکھ کر ایک انگریز لیڈی جو کسی جرنیل کی بیوی تھی حیران رہ گئی اور پوچھنے لگی کہ یہ ہجوم کیوں ہے۔ جب بتایا گیا کہ یہ مسیح ہیں۔ تو اس نے حضور کا فوٹو لے لیا۔ جب گاڑی لاہور پہنچی تو حضور لاہور میں دہلی دروازہ کے باہر میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور کے مکان میں فروکش ہوئے۔ یہاں چالیس آدمیوں نے سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔

لاہور میں ہی حضور کو اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ "اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ مِّنْ کُلِّ طَرَفٍ" یعنی ہر ایک جانب سے تجھے برکتیں دکھاؤں گا۔ اس پیغام الٰہی میں بتا دیا گیا کہ یہ سفر بڑا مبارک رہے گا اور خدا تعالیٰ کی برکتوں کا غیر معمولی نزول ہوگا۔ اس بشارت الٰہی کا پہلا ثبوت تو لاہور میں دیکھا گیا جب چالیس آدمیوں نے سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ جس میں چینیاں والی مسجد کے امام اور متولی بھی شامل تھے۔

جب سفر کرتے ہوئے لاہور سے وزیر آباد پہنچے تو اللہ تعالیٰ کا فضل لوگوں کو اس طرح سے اس کے مسیح کی طرف کھینچ لایا کہ مولوی عبدالواحد خاں صاحب کا بیان ہے کہ ٹرین کے ڈبے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ اور لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔

ہجوم میں حضرت مرزا صاحب کی زیارت کا اسقدر جوش وخروش تھا کہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں کھڑکی ٹوٹ نہ جائے - اسی لئے اسٹیشن ماسٹر صاحب نے بکنگ کلرک سے کہا - فوراً گیٹ کھول دو - تا کوئی نقصان نہ ہو جائے -

جب قافلہ جہلم پہنچا تو شائقین کا ذوق وشوق اور تڑپ دیکھ کر حضور سے عرض کی گئی کہ آپ دومنٹ گاڑی کے دروازے میں کھڑے ہو جائیں تا مشتاقان دید اپنی پیاس بجھا سکیں - ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ جہلم اسٹیشن سے اس بنگلہ تک جہاں حضور نے رہائش رکھنا تھی قافلہ ایک گھنٹہ میں پہنچا -

جہلم میں قیام: حضور اپنی رہائش گاہ میں پہنچے تو کمرے میں کرسی پر جلوہ افروز ہوئے - عرض کیا گیا - حضور! لوگ دید کی تڑپ رکھتے ہیں اور رُخ انور کو دیکھ کر اپنے دلوں کو قرار دینا چاہ رہے ہیں - اس پر حضور بنگلہ کی چھت پر تشریف لے آئے - جس پر مشتاقانِ دید نے زیارت کا شرف حاصل کیا - مخالفین نے یہ خبر مشہور کر رکھی تھی کہ مرزا صاحب جذام کی بیماری میں مبتلا ہیں (معاذ اللہ) اور چونکہ یہ بات جہلم میں خاص طور پر کثرت سے پھیلائی گئی تھی - اسی لئے حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت اقدس کی (آستینیں اٹھا کر) لوگوں کو بازو اور پاؤں دکھائے اور کہا دیکھ لو دشمن جھوٹ بولتا تھا کہ اس مقدس انسان کے ہاتھ اور پاؤں پر (معاذ اللہ) کسی بیماری کے نشان ہیں -

مقدمہ کی سماعت کی تفصیلات کا یہاں ذکر مقصود نہیں - صرف ان برکات کا درج ذیل ذکر کیا جاتا ہے:

تیزی سے ترقی: سیدنا حضرت المصلح الموعود...... فرماتے ہیں -

۱۹۰۳ء میں آپ کی ترقی حیرت انگیز طور پر شروع ہوگئی - اور بعض دفعہ ایک دن میں پانچ پانچ سو آدمی بیعت کے خطوط لکھتے تھے - اور آپ کے پیرو اپنی تعداد میں ہزاروں لاکھوں تک پہنچ گئے - ہر قسم کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ سلسلہ بڑے زور سے پھیلنا شروع ہو گیا اور پنجاب سے نکل کر دوسرے صوبوں اور پھر دوسرے ملکوں میں بھی پھیلنا شروع ہو گیا -'' (انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۶۶)

سیدنا وامامنا حضرت مہدی معہود فرماتے ہیں:

جب میں کرم دین کے فوجداری مقدمہ کی وجہ سے جہلم میں جارہا تھا تو راہ میں مجھے الہام ہوا - ''اُرِیکَ بَرَکَاتٍ مِّنْ کُلِّ طَرَفٍ -'' یعنی ہر ایک پہلو سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا اور یہ الہام اسی وقت جماعت کو سنا دیا گیا - بلکہ اخبار الحکم میں درج کر کے شائع کیا گیا اور یہ پیشگوئی اس طرح ہر پوری ہوئی کہ جب میں جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ وہ میری ملاقات کے لئے آیا اور تمام سڑک پر آدمی تھے اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے اور پھر ضلع کی کچہری کے ارد گرد اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ حکام حیرت میں پڑ گئے - گیارہ سو آدمیوں نے بیعت کی - اور قریباً دوسو عورت بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئی - اور کرم دین کے مقدمہ جو میرے پر تھا خارج کیا گیا اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں

سے مالا مال ہو کر قادیان میں واپس آئے اور خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے وہ پیشگوئی پوری کی۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۳)

بعد ازاں ''الحکم'' اور ''البدر'' میں جو رپورٹ شائع ہوئی اس کے مطابق بیعت کرنے والوں کی تعداد تیرہ سو تھی۔

سنت اللہ ہے کہ وہ خود فرق کو دکھلائے ہے　　تا عیاں ہو کون پاک اور کون ہے مردار خوار

خوف کردگار رکھنے والی سعید روحیں آتی گئیں اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوتی گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے برکتوں پر برکتیں یوں بھی نازل فرمائیں کہ کرم دین نے اپنے بہنوئی کو اپنا قریبی ظاہر کیا تھا اور بتایا تھا کہ بہنوئی قربت کا استحقاق رکھتا ہے۔ یہ دعویٰ بالکل غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ شریعت میں بہنوئی وراثت کا حقدار نہیں ہے اور کوئی نظیر بھی ایسی نہیں ہے جس سے پتہ لگے کہ کسی متوفی کے قریبی رشتہ داروں مثلاً بیوی، بچہ اور باپ کی موجودگی میں برادرِ نسبتی یا کسی اور دور کے رشتہ دار نے حق کا دعویٰ کیا ہو۔

عدالت میں بھی احباب کے ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ کھوے سے کھوا چل رہا تھا۔ کثرت ہجوم کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے۔ گویا ملائکہ تھے جو انسانوں کو زیارت آدم کے لئے کھینچے لا رہے تھے۔ جب حضور واپس قیام گاہ پر تشریف لائے تو بعد از عشاء پھر جوق در جوق عورتوں اور مردوں کی بیعتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

۱۸ / جنوری کو لوگ پھر حاضر ہوئے کہ ہم بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی کثیر تعداد مردوں کی باقی تھی کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ عورتیں بھی بیعت کرنا چاہتی ہیں۔ حضور عورتوں کی طرف تشریف لے گئے۔ ان کی بیعت کے بعد پھر مردوں کی بیعتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اسی روز حضور واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ مرید کے کامونکی کے درمیان حضور کو الہام ہوا اٰثَرَکَ اللّٰهُ علٰی کُلِّ شَیْئٍ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر دوسرے شئی پر ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر دوسرے پر ترجیح دی کیسے برکتوں پر برکتیں نازل فرمائیں۔ ان کو آپ کے ساتھیوں کی زبان سے ملاحظہ کیجئے۔

''میرزا آ گیا'': حضرت میاں عبدالعزیز صاحب ابن حضرت میاں چراغ دین صاحب آف لاہور فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعود جب جہلم تشریف لے گئے۔ تو راستہ میں لاہور بھی ٹھہرے تھے۔ مجھے یاد ہے ''اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ........'' کا الہام ہمارے ہی مکان میں ہوا تھا۔ اسی لئے ہم نے اپنے مکان کا نام ''مبارک منزل'' رکھ لیا تھا۔ راستہ کے سٹیشنوں پر اس قدر ہجوم تھا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ دیہاتی لوگ کہتے تھے وہ میرزا آ گیا وہ میرزا آ گیا۔ جہلم میں لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ وہ اس وقت درختوں تک پر بیٹھے نظر آتے تھے۔'' (الفضل ۲۳ / دسمبر ۱۹۴۲ء)

دلشکنی احباب گوارا نہیں مجھے!: حضرت میاں عبدالرحیم صاحب باورچی فرماتے ہیں کہ ''جب رات لاہور گزار

کر دوسرے دن صبح حضور ناشتہ کر کے مع ہمراہیاں عازم جہلم ہوئے - گوجرانوالہ کے اسٹیشن پر کھانا کھایا - وہاں ایک گھنٹہ گاڑی ٹھہری - وہاں سے روانہ ہو کر وزیر آباد پہنچے تو وہاں بھی کھانا آیا تھا - جب وزیر آباد سے چل پڑے تو میں نے حضور سے عرض کیا کہ ہر اسٹیشن پر لوگ کھانا لاتے ہیں - اس قدر کھانے کو کیا کریں گے - فرمایا! اگر کھانا نہ لو گے تو لوگوں کی دلشکنی ہو گی - کھانا لے لیا کرو - خواہ ایک دو آدمیوں کا ہی سہی - اسی طرح میں اگلے اسٹیشنوں پر کرتا رہا - دن کے دو بجے کے قریب ہم جہلم پہنچ گئے - اسٹیشن سے لے کر قیام گاہ تک اس قدر لوگ تھے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے - کوٹھی پر پہنچتے ہی حضور نے فرمایا - سامان حفاظت سے رکھنا - لوگ بہت ہیں -'' (الفضل ۸ رستمبر ۱۹۴۲ء)

آدم ہی آدم: حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب جہلمی فرماتے ہیں -

''ایک انبوہ کثیر اس وقت حضور کے ساتھ تھا اور جہاں تک نگاہ جاتی تھی ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے - اس قدر مخلوق تھی کہ اژدھام اور بھیڑ میں حضور کی گاڑی بڑی مشکل سے آہستہ آہستہ چلی تھی - حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی خوشیوں کا اس دن کوئی ٹھکانہ نہیں تھا - آپ اس دن ضعیف العمری کے باوجود کمر کے ساتھ چادر باندھے گاڑی کے آگے یہ کہتے جارہے تھے -

''پیلی کے گھر نارائن آیا ہے'' یعنی چونٹی کے گھر خدا کا بروز آیا ہے - (تاریخ احمدیت جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۶۵)

جوشِ زیارت: حضرت مولوی عبدالواحد خان صاحب کا بیان ہے :-

''بمقدمہ کرم دین حضرت مسیح موعودؑ کے جہلم جانے کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی - چنانچہ حافظ عبدالعزیز صاحب، مستری نظام الدین صاحب اور خاکسار تینوں سیالکوٹ سے روانہ ہوئے تاکہ وزیر آباد پہنچ کر اس ٹرین میں سوار ہو سکیں - جس میں حضور تشریف لے جارہے تھے - وزیر آباد اسٹیشن پر جب ہم گاڑی سے اُترے تو وہاں عجب نظارہ تھا - حضور والی ٹرین ہمارے سامنے دوسرے پلیٹ فارم پر کھڑی تھی - لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ ٹرین کے ڈبے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے - یہ دیکھ کر ہمیں مایوسی ہوئی کہ شاید اس میں ہم لوگ سوار نہ ہو سکیں - اس کثرت سے لوگ حضور کی زیارت کے لئے چلے آرہے تھے کہ ایک نہ ختم ہونے والا تانتا بندھا ہوا تھا - پلیٹ فارم ٹکٹ، پلیٹ فارم ٹکٹ کا شور مچ رہا تھا - اتنے میں اسٹیشن ماسٹر تشریف لائے اور بکنگ کلرک پر ناراض ہوتے ہوئے بولے ٹکٹ بند کر دو خطرہ ہے لوگ کھڑکی نہ توڑ دیں...... لوگوں میں حضور کی زیارت کا اس قدر جوش تھا کہ ہجوم نے ٹرین روک لی اور اسٹیشن ماسٹر نے بھی ٹرین لیٹ کر دی - پھر گجرات اور لالہ موسیٰ کے سٹیشنوں پر بھی لوگ آئے - پھر جہلم کے سٹیشن پر تو کچھ نہ پوچھو - نہ معلوم کہاں کہاں سے لوگ حضور کی زیارت کو سٹیشن پر آئے ہوئے تھے - پلیٹ فارم بھرا ہوا تھا -'' (رفقاء احمد جلد نمبر ۱۰)

کئی سو بندے احمدی ہو گئے: حضرت مولوی عبدالواحد خاں صاحب فرماتے ہیں - (باقی صفحہ ۴۳ پر)

جناب علی محمد باب کی ''البیان''

تحریر: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

بہائیوں میں یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ علی محمد باب اور بہاء اللہ میں زندگی بھر بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی لیکن بہائی قلمکاروں نے علی محمد باب اور بہاء اللہ کے درمیان جو رشتے اور رابطے روایتوں میں وضع کر رکھے ہیں وہ محض روایتی اور فرضی قرار پاتے ہیں ورنہ یہ ممکن نہیں کہ اسلام کے دو دشمن ایک ہی وقت میں موجود ہوں اسلام کے منافی دن رات کارروائیاں کرتے ہوں اور باہم ملاقات نہ ہوئی ہو۔ بہاء اللہ چونکہ پس پردہ رہ کر اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں تھے اس لئے پس پردہ رہ کر اپنے منصوبوں پر عمل درآمد کرواتے رہے۔ لیکن ذمہ داری اور نتائج کی زد سے اپنے آپ کو بچانا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ جس کی مثال اگر یہ درست بات ہے کہ باب اور بہاء اللہ کے درمیان ملاقات کا نہ ہونا اور اسی نوعیت کی دوسری مثال یہ بھی موجود ہے کہ بدشت کانفرنس کے جملہ اہتمام و انتظام خود بہاء اللہ نے کروائے۔ شہر میں موجود رہے۔ لیکن کانفرنس میں شمولیت نہیں کی اور اس بدشت کانفرنس میں باب کے نام پر شریعت اسلامیہ (قرآن پاک) کی منسوخی کا اعلان کراویا اور اعلان کرنے کے لئے ایک خاتون قرۃ العین کا انتخاب کیا۔ اور خود شہر میں موجود چھپے رہے۔ کانفرنس میں سامنے نہیں آئے۔ صاف ظاہر ہے کہ بدشت کانفرنس کا اہتمام علی محمد باب نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ جیل میں بند تھے اور نہ ہی قرۃ العین بدشت کانفرنس کی داعیہ ومنتظم کا رول ادا کرنے کی اہلیت رکھتی تھی۔ یہ دونوں کارنامے خود بہاء اللہ کے ہیں۔ دوسروں کو استعمال کیا اور خود پس پردہ بیٹھ کر ''ریموٹ کنٹرول'' کا رول ادا کرتے رہے۔

بہاء اللہ نے قرآن کریم کی کامل اور تاقیامت جاری شریعت کو منسوخ کرانے کا منصوبہ انجام دیتے ہوئے اپنا دامن بچانے کی فکر تو کی لیکن منسوخی کے اعلان کے لئے جو صریحاً بھونڈی کارروائی کی۔ قدرتِ ایزدی نے اس کا جلد ہی بھانڈا پھوڑ دیا۔ یعنی جناب علی محمد باب جیل میں ہی تھوڑا عرصہ بعد اپنے انجام کو پہنچ گئے اس کے جلد بعد قرۃ العین بھی خدائی گرفت کا شکار ہوئی اور قتل کر دی گئی اور وہ شریعت یا کتاب جس کی آڑ میں قرآنی شریعت کی منسوخی کا اعلان کروایا گیا یعنی ''البیان'' اسے موقع ملتے ہی بہاء اللہ نے خود ملیامیٹ کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ:۔

(۱) قرآن مجید خدا کی کامل کتاب ہے۔ اس کی منسوخی کا ڈرامہ جس سفلی انداز سے رچایا گیا کوئی انسانی عقل اس کو کیونکر معقول تسلیم کر سکتی ہے۔ ''البیان'' جس کے حوالہ سے قرآن کریم کو منسوخ قرار دیا گیا اس کا لکھنے والا اگر باب تھا تو وہ تو جیل کی چکی میں پس رہا تھا۔ وہ کیسے اس کتاب یعنی البیان کا بانی مبانی ٹھہرا اور ایسی ''البیان'' کی کیا اوقات نکلی کہ جس کو ایک طرف دائمی شریعت کی منسوخی کے لئے استعمال کیا جا رہا تھا تو دوسری طرف وہ بہاء اللہ کے ہاتھوں منسوخ بھی کر دی گئی۔ کیا قرآن کریم کو منسوخ کرنے والی کتاب اسی حیثیت کی ہو سکتی تھی اور کیا دنیا کو یہ دعوت دی جا رہی تھی کہ کامل کتاب

کی منسوخی کے بعد ایک ناقص، عارضی غیر مصدقہ بلکہ جعلی کتاب کو دنیا قبول کرے اور کیا وہ جعلی کتاب بدشت کانفرنس میں جہاں قرآن کریم کی منسوخی کا اعلان کروایا گیا دنیا کے سامنے لائی گئی اور کیا ایسا عقلاً ممکن ہوسکتا ہے کہ کامل شریعت کو منسوخ کر کے ایک وقتی نامکمل اور غیر مصدقہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں تھمادی جائے۔ کیا شریعتوں کی تنسیخ اور تبدیلی اسی طرح ہوا کرتی ہے۔ یہ دراصل سارا فتنہ بہاءاللہ کے ذہن کی پیداوار ہے جس نے یہ سارا ڈرامار چایا اور خود پس پردہ رہنے میں عافیت سمجھی۔

قدرت ایزدی سے بہاءاللہ نے سارے منصوبہ کی جو سزا پائی اس کی تفصیل آئندہ مضمون میں بیان ہوگی۔ لیکن یہاں بہائیوں کو یہ احساس دلانا مقصود ہے کہ ''البیان'' جسے آپ ناسخ قرآن کے طور پر پیش کرتے ہیں اس کی حقیقت بھی دنیا کے سامنے لائیں کہ:۔

(الف) البیان میں کونسی فوقیت تھی جو قرآن کی ناسخ ٹھہرائی گئی۔

(ب) وہ کیا نئے احکام تھے جو شریعت قرآنیہ سے افضل تھے۔

(ج) کون سے ایسے نئے حقائق تھے جو قرآن میں نہیں لیکن البیان نے پیش کئے۔

(د) اگر ان باتوں کے لحاظ سے البیان میں واقعتاً کوئی معقولیت، وزن یا صداقت تھی تو خود بہاءاللہ اس کتاب کو کیوں برداشت نہ کرسکا اور موقعہ ملتے ہی اُسے منسوخ کر کے دم لیا۔

یہ ساری صورت حال ظاہر کرتی ہے کہ خود بہاءاللہ کو قرآن کی شریعت کاملہ سے نہ تو واقفیت تھی نہ کوئی قلبی تعلق تھا۔ نہ قرآنی علوم سے آشنائی تھی۔ البتہ موصوف ایک فتنہ کے بانی مبانی ضرور تھے اور ان کے اس فعل سے علی محمد باب خود بھی بےزار اور متنفر تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے برملا اظہار کر دیا کہ البیان سے میرا ذاتی تعلق کوئی نہیں یہ مجھ پر بہاءاللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور یہ سارا ڈرامہ رچاتے وقت بہاءاللہ کا اللہ تعالیٰ کی ہستی سے دُور کا تعلق بھی سامنے نہیں آتا۔ کہ وہ کون سا خدا تھا جس نے کامل شریعت قرآن کریم کی صورت میں نازل کی اور اسے منسوخ کرنے کے لئے ایک عارضی اور ناقص کتاب ''البیان'' کی شکل میں بہاءاللہ کے ہاتھ میں تھمادی کہ اس کے ذریعہ دنیا کو دھوکا دو اور پھر اس خدا کو جلد ہی یاد آ گیا کہ ''البیان'' کا نازل کرنا میری غلطی تھی۔ اس کے ازالہ کے لئے اقدس نازل کرتا ہوں۔ ایسا خدا بہائیوں کو مبارک ہو۔ قرآنی شریعت تو جس زندہ، قادر اور توانا علیم وخبیر خدا کو پیش کرتی ہے بہاءاللہ اس کے تصور سے بھی محروم اور دُور تھا ورنہ ایسا ڈرامہ نہ رچاتا اور نہ ہی بقول علی محمد باب ''البیان'' کو ''نازل'' کرنے کا کھیل کھیلتا۔''

بہاءاللہ کو یہ سارا کھیل کھیلنے کی شرارت اس لئے سوجھی کہ ایک سادہ لوح مذہبی جنونی کیفیت رکھنے والا نوجوان دور بیٹھے اس کے شکنجے میں آ گیا۔ اگر علی محمد باب کبھی بہاءاللہ کو دیکھتا، ملتا، گفتگو کرتا تو شاید بہاءاللہ کے شکنجے میں نہ آتا۔ لیکن بقول بہائیوں کے ملاقات نہ کی اور دور بیٹھے خود اپنی سادگی کا شکار ہوگیا۔ جیل میں اس سے مہریں لگوا کر بہاءاللہ بیان بازی

کراتا رہا- قرآن شریف کی شریعت کو بہاء اللہ نے منسوخ کرنے کا براہ راست قدم اس سازش کے تحت نہیں اُٹھایا کہ عالمِ اسلام کی مخالفت برداشت کرنا ممکن نہ ہوگا- لہٰذا البیان کے ذریعہ باب کے نام پر ایک عورت سے منسوخی کا اعلان کروایا اور بعد ازاں البیان کو خود منسوخ کر دیا- غرض اس سے شریعت اسلامیہ منسوخ کرنی تھی لیکن عالمِ اسلام کے ردِّ عمل سے اپنے آپ کو بچانا بھی مقصود تھا- اس لئے ''البیان''، ''علی محمد باب'' اور ''قرۃ العین'' بہاء اللہ کے کھیل کے تین 'مہرے'' تھے اس سے زائد اُن کی اہمیت کسی نوعیت کی نہ تھی- اسی لئے بہائیت میں بابیت کا ''باب'' مستقلاً بند کر دیا گیا- البتہ بہاء اللہ نے باب کی سادگی سے ایک اور فائدہ بھی اٹھایا- اور وہ خود اپنے تحفظ کی نیت سے تھا- باب پر جہاں البیان نازل کی وہاں اپنے بارے میں اس کے اندر یہ مخصوص پیشگوئی بھی کروا دی اور ''من یظھرہ اللہ'' کا لقب حاصل کر لیا- تا کہ باب سے بہاء اللہ کے خود غرضانہ رویہ کے باعث لوگوں میں بہاء اللہ کے خلاف اعتراض یا نفرت کی سوچیں نہ اُبھریں- لیکن اس موقعہ پر بھی بہاء اللہ یہ بھول گئے- کہ باب تو بہاء اللہ کے بعد پیدا ہوئے اور بعد والا پہلے پیدا ہونے والے کے لئے ''باب'' کس طرح بن گیا؟ خاص طور پر جبکہ بقول باب البیان کو نازل کرنے والے بہاء اللہ تھے تو اس میں خود اپنے ہی بارے میں بہاء اللہ کو پیشگوئی کروانے کی کیا مجبوری تھی- یہ تو صریحاً جعل سازی ہے- کہ بہاء اللہ پہلے اپنے لئے ''مَن یظھرہ اللہ'' کا لقب پسند کریں پھر اس کو ''البیان'' میں شامل کریں اور پھر باب کے ذریعہ اُس کو پیشگوئی کے نام سے اُچھالیں- اور یہ سوچ کسی مرحلے پر بھی نہیں آئی کہ البیان کو منسوخ کرتے وقت اُس پیشگوئی کا کیا حشر ہوگا جو خود فریبی سے البیان میں شامل کی تھی- اگر البیان کی منسوخی کے ساتھ وہ پیشگوئی بھی منسوخ ہوگئی- تو بہاء اللہ کا مقام کیا رہا- اور اگر البیان کی منسوخی کے باوجود وہ پیشگوئی برقرار رکھی گئی- تو یہ صریحاً جعلسازی نہیں تو اور کیا کہا جائے گا- کاش بہائی لوگ شعور سے کام لے سکیں-

بابی و بہائی مسلک رکھنے والے احباب سے سوال ہے کہ

۱- ''البیان'' خدا کی نازل کردہ کتاب ہے یا بہاءُ اللہ کی؟ جیسے باب یہی کہتے ہیں کہ مجھ پر ''البیان'' بہاء اللہ نے نازل کی ہے-

۲- اگر البیان کو نازل کرنے والا خدا تعالیٰ ہے تو باب اس بات کا کیوں اقرار کرتا ہے کہ ''البیان'' اس پر بہاء اللہ نے نازل کی- اس کی بظاہر دو وجہ ہی ہو سکتی ہیں-

(اوّل) باب اپنی سوچ کے مطابق بہاء اللہ کو خدائی مقام پر فائز سمجھتے ہیں- اس لئے کہتے ہیں کہ ''البیان'' مجھ پر بہاء اللہ نے نازل کی-

(دوم) اگر ''البیان'' بہاء اللہ کی بجائے فی الحقیقت خدا تعالیٰ نے نازل کی تھی تو پھر بھی دو سوال پیدا ہوتے ہیں-

(الف) بہاء اللہ کو کیا اختیار تھا کہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ البیان کو اتنی سرعت میں منسوخ کر دیتا-

(ب) اگر فی الواقع ''البیان'' کو خدا نے ہی نازل کیا تھا تو بابیوں اور بہائیوں کے نزدیک خدا کو کیا مجبوری پیش آئی کہ

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

معلّمین کرام ۔۔ میدان عمل میں

مرتبہ: مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب

نوٹ: ہمارے معلمین کرام کے میدان عمل میں بعض ایمان افروز واقعات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں:

گاؤں تباہی سے بچ گیا

وقفِ جدید کے ایک معلم صاحب لکھتے ہیں۔ کھوکھر غربی ضلع گجرات کے قریب ایک برساتی نالہ (بھمبر) جو دریا کی مانند ہے۔ ۱۹۷۷ء میں سیلاب سے خطرہ پیدا ہوگیا اور پانی کا رخ گاؤں کی طرف ہوگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں بغرض دعا خطوط تحریر کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے پیارے امام کی دعاؤں کو سنا اور سارے گاؤں کو بہت بڑی مشکل اور تباہی سے بچالیا۔ حضور انور سے جب قافلہ کی صورت میں شرف ملاقات حاصل ہوا تو حضور انور نے فرمایا کہ جماعت نے اپنے خطوط کے ذریعہ میری توجہ کو دعا کی طرف پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے دعا کو سنا اور گاؤں کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچالیا۔ الحمد للّٰہ علی ذالک۔

اللہ شافی

ایک معلم صاحب لکھتے ہیں:۔ ایک بار میں پھولپورہ سنٹر (علاقہ نگر پارکر۔ سندھ) میں تھا مغرب کا وقت تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی بیمار ہے۔ پانچویں بچے کی پیدائش تھی اس نے ٹیکہ لگانے کی درخواست کی میں نے اُسی وقت تھیلہ اٹھایا اور اُس کے ساتھ ہولیا۔ رات کا اندھیرا چھا چکا تھا۔ میرے پاس ایک ہی ٹیکہ تھا جب ٹیکہ توڑنے لگا تو وہ ہاتھ سے گر گیا اور ریت میں جذب ہوگیا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کروں فوراً دعا کی طرف توجہ ہوئی اور ایک اور ٹیکہ جو بیماری سے متعلق بھی نہ تھا لگا دیا اور ساتھ ہی مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کرنی شروع کر دیں۔ اپنی عاجزی اور صورتِ حال کا ذکر کر کے خوب دعا کی اور شفاء کی التجا کی ابھی میں نماز سے فارغ ہی ہوا تھا کہ ایک بچی نے آ کر بتایا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالک۔

شدید مخالفت کا پھل

ایک معلم صاحب لکھتے ہیں:۔ ۱۹۶۰ء کی ایک صبح کو خاکسار اپنے سنٹر کے قریبی گاؤں میں بغرض دعوت الی اللہ گیا تو وہاں کے نمبردار سے ملاقات ہوئی۔ پہلے دن تو انہوں نے کچھ باتیں سنیں۔ مگر جب میں اگلے دن گیا تو اس نے کہا کہ ہمارے چک میں کیوں آئے ہو۔ ہم کو اور ہمارے بچوں کو کیوں خراب کرتے ہو۔ سوال و جواب کچھ دیر ہوئے مگر جب وہ لاجواب ہو گئے تو انہوں نے میری خوب پٹائی کی۔ میرے بیہوش ہونے کے بعد مجھے ایک نالے کے پاس چھوڑ کر چلے گئے

جب میں ہوش میں آیا تو میں نے نماز پڑھی اور اس گاؤں والوں کے لئے رو رو کر دعا کی اور بعدہ' آہستہ آہستہ چل کر گھر پہنچا۔ اس واقعہ سے گھر والوں کو آگاہ نہ کیا کہ وہ پریشان نہ ہوں۔

نصف شب کے قریب کسی نے میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا دروازہ کھولا تو اسی نمبردار کا بیٹا تھا جس نے مجھے پیٹا تھا اور وہ اس وقت بیعت کرنے کا کہہ رہا تھا۔ میں نے اس کے سامنے اپنے دن کے گزرے ہوئے واقعہ کا ذکر کیا تو اس نے کہا اُس مار کٹائی نے ہی تو مجھے احمدیت قبول کرنے پر مجبور کر دیا کیونکہ بچوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہی آپ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت ان کی بیعت لی گئی اور پھر وہ تادم مرگ احمدی رہے۔ اب وہ وفات پا چکے ہیں یہ ڈاکٹر محمد رفیق صاحب تھے۔

معجزانہ شفاء

ایک معلم صاحب لکھتے ہیں :- خاکسار سنٹر اونڈڑو میں تھا کہ ایک نو احمدی دوست مکرم سلطان احمد (بجن) کے اونٹ کو سانپ نے ڈس لیا شام کو وہ دوست میرے پاس آئے اور وہ بہت پریشان اور فکرمند تھے۔ کیونکہ یہاں بہت ہی کم ایسے جانور سانپ کے ڈسے سے بچتے ہیں۔ خاکسار نے انہیں تسلی دی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ و توکل کرنے پر یقین دلایا اور اسی کی طرف سچا رجوع اور دعا کرنے نیز کچھ صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ وہ میرے ساتھ دعا کرنے کے لئے نماز میں شامل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور خاکسار کے مختصر علاج اور دعا سے اس دوست کا اونٹ معجزانہ طور پر شفایاب ہوا۔ الحمد لِلّٰہ علیٰ ذالک۔

خدا نے راہنمائی فرمائی

ایک معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ''ایک دفعہ ہم نے وقفِ یوم منانے کا پروگرام بنایا صبح عبادت تہجد سے فارغ ہوئے دعا کی کہ اے اللہ ہماری مدد کرنا، عبادت فجر کے بعد وفود کی صورت میں مختلف اطراف میں جانے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ جس آدمی کے ساتھ میں نے جانا تھا وہ سیکرٹری دعوت الی اللہ بھی تھے میں ان کے گھر پہنچا اور کہا کہ سیکرٹری صاحب اپنے پروگرام کے مطابق چلو سفر پر نکلیں انہوں نے کہا کہ یہ ایک غیر احمدی دوست میرے پاس آئے ہوئے ہیں ان سے فارغ ہو کر پھر چلتے ہیں میرے ہاتھ میں اس وقت دعوت الامیر کتاب تھی۔ اس دوست سے تعارف ہوا وہ کہنے لگے یہ کون سی کتاب ہے۔ میں نے کتاب کا تعارف کروایا اور کتاب ان کے ہاتھ میں دے دی انہوں نے کتاب کو دیکھا اور کہا کہ یہ مجھے دیں میں پڑھ کر دے دوں گا چنانچہ وہ کتاب میں نے انہیں دے دی کچھ عرصہ بعد وہ دوست آئے اور کہا کہ مجھے بیعت کرنی ہے میں نے انہیں مفصل جماعتی تعارف کروایا وہ کہنے لگے ضرورت نہیں چند دن ہوئے مجھے ایک خواب آئی تھی کہنے لگے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک طوفان اور سیلاب میں پھنسا ہوا ہوں باہر نکالنے والا کوئی نہیں پانی بالکل منہ کے قریب پہنچ گیا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ کنارے پر ایک سفید داڑھی والے بزرگ کھڑے ہیں جنہوں نے مجھے آواز دی کہ اگر تم نے بچنا ہے تو میرے ہاتھ کو پکڑ لو میں نے فوراً اس بزرگ نورانی چہرے والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور اس کے ساتھ ہی بیدار ہو

گیا۔ کہنے لگے میں سمجھ گیا ہوں کہ مجھے بیعت کر لینی چاہئے تب ہی میں اس دنیا کے سیلاب سے نکل سکتا ہوں۔

معلم صاحب لکھتے ہیں میں نے انہیں حضور انور کی تصویر دکھائی کہنے لگے یہی تو بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے خواب میں ڈوبنے سے بچایا تھا۔ چنانچہ اس شخص نے فوراً بیعت کر لی۔ وہ اپنے گھر کا سربراہ تھا۔

خطرناک بیماری سے نجات

ایک معلم صاحب لکھتے ہیں:-''تھر کے علاقہ بھکا گاؤں میں دعوت الی اللہ کی غرض سے ایک اور معلم صاحب کے ساتھ پروگرام بنایا۔ وہاں ایک عورت آئی اس نے بتایا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس کے سر میں ایک پھوڑا تھا۔ وہ اس بچے کو نگر شہر میں لے کر گئے ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس کا اپریشن ہو گا اس کو میرپور یا حیدر آباد لے جائیں۔ یہ خطرناک ہے اس پھوڑے کا رنگ کالا تھا اور اس میں سے پانی رستا رہتا تھا۔ اس عورت نے کہا کہ ہمارے پاس تو کرایہ کے لئے بھی پیسے نہیں اور اپریشن تو بہت مہنگا ہے آپ کے پاس کوئی دوائی ہے تو علاج کریں۔ ان کے حالات سن کر دل کو بہت تکلیف ہوئی اور اس کے لئے بے اختیار دعا نکلی کہ اے اللہ تو ہماری دوائیوں میں شفا ڈال دے ہمارے پاس تو معمولی سی چند ایک دوائیاں ہوتی تھیں۔ بہر حال اللہ کا نام لے کر میں نے اسکو ایک ٹیکہ لگایا اور بہت ہی معمولی سی دوائی اسے دی اور ان سے کہا کہ اگر کل تک فائدہ کچھ ہو گیا تو میرے پاس بچے کو لے آنا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور وہ اگلے دن دوبارہ اس بچے کو میرے پاس لے آئی۔ کافی افاقہ تھا پانچ چھ دن علاج کیا اور وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

(بقیہ از صفحہ ۲۸) ''ایک دن حافظ عبدالعزیز صاحب اور خاکسار شہر جہلم میں پھرتے پھراتے ایک ہوٹل میں چائے پینے بیٹھ گئے۔ وہاں اور لوگ بھی جو غیر احمدی تھے بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ ایک اچھے خاصے خوش پوش غیر احمدی نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے پنجابی میں کہا'' کرم دین بڑا بیوقوف ہے۔ مقدمہ کر کے مرزا صاحب کو جہلم بلایا اور دیکھو کئی سو بندے مرزائی ہو گئے اور بھی بڑی تیزی سے لوگ مرزائی ہوئے جا رہے ہیں۔''

(رفقاء احمد جلد نمبر ۱۰)

بیعت کئے بنا جایا نہ گیا: حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالوی بیان کرتے ہیں کہ

''ایک مقدمہ کے سلسلہ میں حضور ۱۹۰۳ء میں جہلم تشریف لائے تو پہلی مرتبہ میں نے آپ کی زیارت کی۔ جب کہ عدالت سے باہر احاطہ کچہری میں کثرت سے لوگ جمع تھے۔ آپ حلقہ خدام میں اندر کرسی پر بیٹھ کر تقریر فرما رہے تھے اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید آپ کے کلمات سن کر زور زور سے رو رہے تھے وہ نظارہ عجیب پُر کیف تھا ابھی یاد آتا ہے تو رقت طاری ہو جاتی ہے۔ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔ دل چاہتا تھا جان و مال سب حضور پر نثار کر دوں۔ اس زمانہ میں احمدیوں کی مخالفت کا سماں مدِ نظر تھا۔ مگر حضور کی تقریر اور اس نظارہ سے ایسا متاثر ہوا کہ بیعت کئے بغیر واپس لوٹنا محال ہو گیا۔''

(رجسٹر روایات نمبر ۱۳ صفحہ ۱۸۳-۱۸۴)

یہ ہیں وہ برکات سماویہ جن کا نزول اس مبارک سفر میں ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

قیادت تعلیم کے امتحان سہ ماہی چہارم ۲۰۰۲ء میں ۳۲۷ رمجالس کے ۵۶۷۶ رانصار نے شرکت کی- جس میں اول- دوم- سوم پوزیشن اور خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار کے اسماء درج ذیل ہیں- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جملہ انصار کو علم و معرفت سے نوازے- آمین

اوّل: مکرم عبدالمنان محمود صاحب شاہکوٹی (نارتھ کراچی) دوم: مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب (گلشن اقبال شرقی کراچی)

سوم: مکرم محمد اصغر عتیق صاحب (دارالحمد فیصل آباد)-مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب (ڈرگ کالونی کراچی) مکرم منیر احمد مسعود صاحب (دارالسلام لاہور)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار:

ربوہ: مکرم مبارک احمد خاں صاحب دارالنصر شرقی -مکرم رشید احمد ارشد صاحب نصیر آباد حلقہ رحمٰن -مکرم محمد رفیق صاحب دارالبرکات- مکرم میاں عبدالغفور طور صاحب دارالصدر غربی-مکرم رانا عبدالغفور خاں صاحب باب الابواب-مکرم عبدالرشید منگلا صاحب دارالرحمت شرقی الف- مکرم مرزا غلام رسول صاحب دارالبرکات-مکرم قریشی عبداللہ صاحب دارالصدر-مکرم حکیم محمد نسیم صاحب دارالنصر غربی-

لاہور: مکرم محمد سلیم اختر صاحب سلطان پورہ-مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی صاحب وحدت کالونی -مکرم لیفٹیننٹ کرنل (ر) نعیم احمد صدیقی صاحب ڈیفنس نشاط کالونی -مکرم محمد اسحٰق چوہدری صاحب، مکرم شیخ مامون احمد صاحب، مکرم شمیم احمد صدیقی صاحب، مکرم عبدالعزیز منگلا صاحب بیت الاحد-مکرم لئیق احمد صاحب، مکرم نذیر احمد بھٹی صاحب، مکرم ایاز احمد محمود صاحب، مکرم عبداللطیف بنگوی صاحب دارالسلام-مکرم قاضی ناصر احمد صاحب دارالذکر-

کراچی: مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب، مکرم شفیق احمد شاہد صاحب نارتھ کراچی، مکرم شعیب احمد ہاشمی صاحب گلشن اقبال غربی، مکرم مجیب احمد خان صاحب، مکرم محمد سرور صاحب، مکرم ذکاء اللہ ڈھڈی صاحب، مکرم مبارک احمد ہاشمی صاحب، مکرم مقبول ابی ملک صاحب، مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب ڈرگ کالونی -مکرم ملک طاہر احمد خان صاحب، مکرم ہیبت اللہ کاہلوں صاحب محمود آباد-مکرم غلام سرور صاحب کلفٹن-مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب سٹیل ٹاؤن، مکرم محمد سعید رمزی

صاحب گلشن سرسید نارتھ کراچی - مکرم عبدالباری قیوم شاہد صاحب مارٹن روڈ - مکرم طاہر محمود صاحب ماڈل کالونی، مکرم ملک محمد شفیق صاحب ڈرگ روڈ -

فیصل آباد: مکرم میاں عبدالحفیظ صاحب چک نمبر ج/۱۰۸ تلونڈی - مکرم پروفیسر سید محمد یحییٰ صاحب دارالحمد - مکرم ملک محمد سجاد اکبر صاحب، مکرم چوہدری احمد دین صاحب دارالذکر فیصل آباد

راولپنڈی: مکرم میجر (ر) راشد پرویز صاحب، مکرم رفیق احمد قریشی صاحب، مکرم محبوب احمد خان دہلوی صاحب، مکرم کیپٹن علم دین مشتاق صاحب پشاور روڈ - مکرم میاں محمد اسلم شریف صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن خیابانِ سرسید، مکرم عبدالسلام ارشد صاحب راولپنڈی صدر -

اسلام آباد: مکرم سعید احمد ریحان صاحب اسلام آباد شمالی، مکرم عبدالمنان فیاض صاحب، مکرم چوہدری مبارک علی حسنات صاحب اسلام آباد شرقی - مکرم ایم اے لطیف شاہد صاحب اسلام آباد غربی - مکرم محمد منظور احمد خاں ایاز صاحب اسلام آباد حلقہ بی -

متفرق: مکرم سید مسعود احمد شاہ صاحب حیات آباد پشاور - مکرم شیخ سلیم الدین سیف صاحب، مکرم شیخ مظفر احمد صاحب دنیا پور لودھراں - مکرم محمود مجیب اصغر صاحب اٹک - مکرم عبدالقدیر صاحب کوئٹہ چھاؤنی - مکرم عبدالمجید زاہد صاحب کنری میر پور خاص - مکرم محمد انور گوگا صاحب منگلا جہلم - مکرم نذر محمد صاحب، مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد جاوید صاحب حافظ آباد - مکرم خواجہ مبارک احمد صاحب کوٹری دادو سندھ - مکرم چوہدری محمد اکبر گوندل صاحب حسن آباد ملتان - مکرم ملک فضل الرحمٰن صاحب کھاد فیکٹری ملتان - مکرم اوصاف احمد صاحب علی پور مظفر گڑھ - مکرم محمد زاہد صاحب ٹھٹھہ سندرانہ ضلع جھنگ - مکرم عبدالرشید اعوان صاحب بہاولپور شہر - مکرم جلال الدین شاد صاحب سیالکوٹ شہر

بقیہ از صفحہ ۳۱ :-

کامل اور دائمی شریعت کو ایک ایسی کتاب ''البیان'' کے ذریعہ منسوخ کرتا جس کی عمر چند سال سے زیادہ نہ ہونی تھی -

بہائی لٹریچر میں باب اور بہاء اللہ کو ہر جگہ البیان - الاقدس اور انگنت الواح کے نازل کرنے والے بیان کیا جاتا ہے - کیا بہائیوں کے نزدیک ان مذہبی کتب کی اہمیت فی الواقع یہی ہے کہ یہ دو عاجز ناکام اور فانی انسانوں نے نازل کی تھیں؟ یا باب اور بہاء اللہ خدائی منصب پر بیٹھ کر ان کتابوں کو نازل کرنے والے تھے؟ دونوں صورتوں میں بات توحید باری تعالیٰ کے خلاف ٹھہرتی ہے - کبھی بہائیوں اور بابیوں کو اس پہلو سے بھی عقلوں کو استعمال میں لانا چاہئے -

السر (ULCER) کے بارہ میں ضروری معلومات

از: مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب فضل عمر ہسپتال

السر (Ulcer) ایک طرح کا زخم ہے جو عام طور چھوٹی آنت کے پہلے حصے، معدہ کے اندر یا خوراک کی نالی کے نچلے حصہ میں پیدا ہوتا ہے۔

علامات: السر کی علامات میں پیٹ کا درد اور بدہضمی سرفہرست ہیں۔ پیٹ کا درد عموماً معدہ کے اُوپر کے حصے میں ہوتا ہے اور اس درد کا تعلق غذا خصوصاً مرچ مصالحے والی اور تلی ہوئی چیزوں کے کھانے سے ہے۔ معدہ کے السر کے مریضوں میں کھانا کھانے کے عموماً ایک گھنٹہ کے اندر شدید درد کا احساس ہوتا ہے۔ چھوٹی آنت کے پہلے حصّہ میں اُلسر ہو تو ایسے مریض شدید درد کے باعث نصف شب نیند سے بیدار بھی ہو جاتے ہیں اور کچھ کھانے پینے کے بعد درد کی شدت میں کمی محسوس کرتے ہیں۔ درد کے ضمن میں ایک بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ ابتداء میں السر کے مریض کو مسلسل روزانہ ہی درد نہیں رہتا بلکہ درد وقفہ وقفہ کے بعد رُونما ہوتا ہے۔ یہ وقفہ صحیح علاج میسر نہ ہونے کی صورت میں سالوں، مہینوں سے کم ہو کر ہفتوں اور دنوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جُوں جُوں یہ بیماری بڑھتی ہے درمیانی وقفہ کم ہو جاتا ہے جبکہ درد کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ قے آنا، کھانا کھانے کے بعد پیٹ پھول جانا، متلی رہنا، چھاتی یا پیٹ میں خاص جلن کا احساس ہونا، خون کی قے آنا یا بھوک کم لگنا وغیرہ بھی اس کی علامات میں شامل ہیں۔

اُلسر کی اقسام: اپنی موجودگی کے اعتبار سے السر کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں۔

(i) چھوٹی آنت کا اُلسر Duodenal Ulcer

(ii) معدہ کا اُلسر Gastric Ulcer

(iii) خوراک کی نالی کا اُلسر Esophageal Ulcer

اُلسر کیوں ہوتا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ خوراک کو ہضم کرنے کے لئے معدہ سے جو رطوبتیں خارج ہوتی ہیں۔ ان میں ایک تیز ابی مادہ ہائیڈ روکلورک ایسڈ شامل ہوتا ہے جو خوراک کی ابتدائی حالت کو ہاضمہ کے عمل کے لئے تیار کرنے میں مدد دیتا ہے۔ دُوسری طرف روزمرہ کی حالت میں ایک خاص لُعاب بھی معدہ سے نکلتا ہے جو معدہ اور آنت کو اپنی تیز ابی رطوبتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس قوت مدافعت اور تیز ابیت کی مقدار میں عدم توازن پیدا ہو جائے تو اُلسر بن جاتا ہے۔

اَلسر کی بیماری کن لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے؟

مردوں میں عورتوں کی نسبت یہ بیماری زیادہ پائی جاتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق پاکستان میں قریباً ۸ سے ۱۰ فیصد لوگ اپنی زندگی کے کسی حصہ میں اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اَلسر کے محرکات میں مندرجہ ذیل زیادہ اہم ہیں: (i) وراثتی اثرات (ii) ایسے افراد جن کا بلڈ گروپ او "O" ہے۔ (iii) سگریٹ پینے والے افراد (iv) شراب نوشی کے عادی افراد (v) اسپرین، درد کش ادویات یا سٹرائیڈز کا بے جا اور بکثرت استعمال کرنے والے افراد (vi) ذہنی پریشانیوں اور اعصابی تناؤ میں مبتلا افراد (vii) چائے، کافی اور مشروبات کا بے جا استعمال کرنے والے افراد (viii) ہیلیکو بیکٹر پائی لوری جراثیم

اَلسر کی پیچیدگیاں کیا ہو سکتی ہیں؟

(i) خون کی قے آنا (ii) کالے رنگ کے پاخانے آنا (iii) اَلسر کا پھٹ جانا (iv) اَلسر کا کینسر یا سرطان میں بدلنا (v) معدہ کے آخری حصے کا تنگ ہو جانا۔

اَلسر کا علاج کیسے کرنا چاہئے؟

صحیح تشخیص کے بعد ڈاکٹر کے مشورہ سے علاج کرنا چاہئے۔ بہت سی ادویات موجود ہیں جن کے صحیح استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اَلسر ایک ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر بیماری پیدا کرنے کے محرکات برقرار رہیں تو اَلسر دوبارہ پیدا ہونے کا امکان بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ادویات کے استعمال کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل احتیاطی تدابیر پر عمل کرنا بھی نہایت ضروری ہے:۔

احتیاطی تدابیر: (i) تیز مصالحہ جات، کافی اور چکنائی، مرغن کھانا اور زیادہ مشروبات استعمال نہ کریں۔ (ii) چھوٹی آنت کے السر میں مبتلا مریض خوراک وقفے وقفے سے اور مناسب مقدار میں باقاعدگی سے استعمال کریں۔ (iii) ادویات اپنے معالج کی ہدایات کے مطابق استعمال کریں (iv) درد کش ادویات خالی پیٹ ہرگز نہ کھائیں۔ (v) سگریٹ نوشی اور شراب نوشی ترک کر دیں۔ (vi) ذہنی پریشانیوں اور غم و غصہ سے اجتناب کریں۔

نصاب سہ ماہی دوم (اپریل تا جون ۲۰۰۳ء)

(۱) قرآن کریم پارہ ۲۷ نصف اول (۲) کتاب ''الحق مباحثہ دہلی'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۳) کتاب ''مجمع البحرین'' فرمودہ ۲۷ ستمبر ۱۹۲۴ء ویمبلے ہال لندن۔ (قیادت تعلیم)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجالس انصاراللہ ضلع میرپورخاص کا نواں سالانہ تربیتی اجتماع

(منعقدہ ۲۸ فروری ۲۰۰۳ء)

رپورٹ: مکرم عبدالمجید زاہد صاحب ایم-اے (نائب ناظم عمومی)

مجالس انصاراللہ ضلع میرپورخاص کا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۸/فروری ۲۰۰۳ء ناصرآباد فارم سندھ میں منعقد ہوا جو ایک روز جاری رہا۔ جس میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات اور تربیتی پروگرام بھی منعقد ہوئے۔

افتتاحی اجلاس: محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب امیر ضلع میرپورخاص کی زیرصدارت افتتاحی اجلاس ۱۱ بجے صبح شروع ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مرکزی نمائندہ مولانا عبدالوہاب احمد صاحب نے خطاب کیا اور فرمایا کہ تینوں تنظیموں خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی تربیت کی ذمہ داری انصاراللہ پر ہی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مددگار کہا گیا ہے۔ لہٰذا اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اسے احسن رنگ میں ادا کریں۔

افتتاحی اجلاس کے آخر میں محترم امیر صاحب ضلع نے اپنے خطاب میں بہترین انتظام اور اچھی حاضری پر انتظامیہ اور ناظم صاحب ضلع کو مبارکباد دی اس طرح آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں انصار کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔

علمی مقابلہ جات: اجتماع کے موقعہ پر انصار کے علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے جس میں ۲۸/انصار نے حصہ لیا علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، نظم اور تقاریر کے مقابلے ہوئے۔ انصار نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دعوت الی اللہ کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پر مبنی تقاریر کیں۔

ورزشی مقابلہ جات: اجتماع کے پروگرام کو دلچسپ بنانے کے لئے انصار کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے جس میں لانگ جمپ، کلائی پکڑنا، رسہ کشی اور والی بال کے مقابلہ جات ہوئے۔ جن میں انصار نے بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔

اختتامی اجلاس: نماز جمعہ کے بعد اجتماع کے اختتامی اجلاس کی کارروائی ہوئی۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مرکزی نمائندہ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم، نظم اور عہد کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اوّل، دوم اور سوم پوزیشنیں حاصل کرنے والے انصار میں مرکزی نمائندہ نے انعامات تقسیم کئے۔ مرکزی نمائندہ نے کامیاب اجتماع منعقد کرنے پر نظامت ضلع کو مبارکباد دی۔ آپ نے فرمایا کم وقت میں انتظامیہ نے بڑے احسن رنگ میں پروگرام مکمل کیا ہے۔ اپنے بچوں کو بھی نظام سے وابستہ کریں اور ان کی تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔ اس تربیتی اجتماع میں ۲۸ مجالس کی نمائندگی ہوئی اور ۳۰۵/انصار کے علاوہ ۲۴۵ خدام اطفال اور نومبائعین نے شرکت کی۔ الحمدللہ یہ پروگرام بخیروخوبی انجام پذیر ہوا۔

روئداد

مجلس انصاراللہ محمود آباد- کراچی کا سالانہ اجتماع

از: مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب نائب ناظم انصاراللہ

مورخہ ۲؍فروری ۲۰۰۳ء مجلس انصاراللہ محمود آباد کراچی کا تیسرا سالانہ اجتماع منعقد ہوا- مکرم محمد آصف طاہر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس بابرکت اجتماع کے پہلے اجلاس کی صدارت کی اور افتتاح فرمایا-

افتتاح کے بعد مجلس سوال و جواب کی محفل منعقد ہوئی - متعدد دوستوں نے علمی سوالات کئے جن کے جوابات دیئے گئے- بعدازاں ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخلوق خدا سے ہمدردی اور شفقت'' کے موضوع پر مکرم حافظ جواد احمد صاحب مربی سلسلہ نے تقریر کی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی دو اغراض ہیں- حقوق اللہ اور حقوق العباد، حضورؑ کی تعلیم، دعائیں اور صحابہ کرام کی روایات کا ذکر کیا- دوسرے مقرر مکرم مشہود احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے ''نظام وصیت کی اہمیت'' کے عنوان پر تقریر کی آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب الوصیت میں اپنی وفات کی خبر دی اور قدرت ثانیہ کے قیام کے علاوہ نظامِ وصیت تحریک فرمائی-

دوسرا اجلاس (اختتامی) دوپہر اڑھائی بجے مکرم نواب مودود احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی زیرِ صدارت منعقد ہوا- اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فیاض محمود صاحب نے کی- بعدہٗ مکرم شیخ زاہد محمود صاحب نے درثمین سے نظم پڑھی- بعدازاں مکرم ملک طاہر احمد خان صاحب نے مجلس کی سالانہ رپورٹ کارگزاری برائے سال ۲۰۰۲ء پیش کی-

رپورٹ کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے اور مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ نے قیامِ نماز کی طرف خاص توجہ دلائی- مکرم امیر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے انصاراللہ کو اپنے عہد پر غور کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے اپنی اولاد کو بھی تلقین کریں- ہمیں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت سے نوازا ہے اطاعت میں بڑی برکت ہے آئندہ نسلوں کو خلافت سے وابستہ رہنے کی ہدایت کرتے رہیں- خطاب کے بعد دعا ہوئی اور تمام عہدیداران اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا گیا- اس طرح یہ بابرکت اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا-

> ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو ۔۔۔ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو
>
> مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی ۔۔۔ میری فنا سے حاصل گر دیں کو بقا ہو

دور خلافت رابعہ -- مختصر جائزہ

○ ۱۰؍ جون ۱۹۸۲ء آپ حضرت مسیح موعودؑ کے چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے اسی روز آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی نماز جنازہ پڑھائی ۱۱؍ جون کو اپنے دور خلافت کا پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ○ جولائی ۱۹۸۲ء دورہ یورپ کیلئے روانگی ۱۰؍ ستمبر کو بیت بشارت سپین کا افتتاح فرمایا ○ ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو بیت اقصیٰ ربوہ میں بیوت الحمد منصوبہ کا اعلان فرمایا ○ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۸۲ء امریکہ کے لئے پانچ نئے مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر کی تحریک فرمائی ○ ۲۵؍ دسمبر ۱۹۸۲ء مرکزی مجلس صحت کا قیام ○ ۲۶ تا ۲۸؍ دسمبر ۱۹۸۲ء دورِ خلافت کا پہلا جلسہ سالانہ ○ ۲۸؍ جنوری ۱۹۸۳ء کو تحریکِ دعوت الی اللہ کا آغاز ○ یکم اپریل ۱۹۸۳ء آپ کے دور کی پہلی مجلسِ مشاورت ○ ۱۱؍ اپریل ۱۹۸۳ء دار الضیافت کے جدید بلاک کی توسیعی منزل کی بنیاد رکھی ○ اگست ۱۹۸۳ء حضور انور کا دورہ مشرق بعید و آسٹریلیا بیت الہدیٰ آسٹریلیا کا سنگِ بنیاد ○ ۸۳ء جلسہ سالانہ ربوہ میں پونے تین لاکھ افراد کی شرکت ○ ۲۰؍ اپریل ۸۴ء ہجرت سے قبل بیت اقصیٰ ربوہ میں آخری خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ○ ۲۶؍ اپریل ۸۴ء صدر پاکستان کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا ○ ۲۹؍ اپریل کو سفر یورپ کے لئے ربوہ سے روانگی اور ۳۰؍ اپریل کو بحفاظت الٰہی آپ لندن پہنچ گئے ○ ۴؍ مئی ۸۴ء قیام لندن کے دور کا پہلا خطبہ جمعہ ○ ۲۰؍ جولائی ۸۴ء سے ۱۷ مئی ۸۵ء تک حکومت پاکستان کے قرطاس ابیض کے جواب میں خطبات کا سلسلہ جو ''زھق الباطل'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں ○ ۱۴؍ مارچ ۸۶ء اسیران اور شہداء کے لواحقین کے لئے ''سیدنا بلال فنڈ'' کی تحریک جاری فرمائی ○ ۲۰؍ ستمبر ۸۶ء بیت السلام کینیڈا کا سنگ بنیاد رکھا ○ ۳؍ اپریل ۱۹۸۷ء وقفِ نو کی عظیم الشان تحریک کا اعلان ○ یکم اگست ۸۷ء نائیجیریا کے دو بادشاہوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کا تبرک عنایت فرمایا ○ جنوری ۱۹۸۸ء حضور انور کا مغربی افریقہ کے ممالک کا پہلا دورہ ○ ۱۰ جون ۱۹۸۸ء تمام جماعت کی نمائندگی میں حضور انور نے تمام معاندین کو مباہلہ کا چیلنج دیا ○ اگست ۱۹۸۸ء حضور کا مشرقی افریقہ کے ممالک کا پہلا دورہ ○ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء صد سالہ جشن تشکر کا آغاز ربوہ میں جشن منانے پر پابندی لگا دی گئی ○ جولائی ۸۹ء حضور انور کا دورہ مشرق بعید ○ ۳ نومبر ۸۹ء تمام ممالک میں ذیلی تنظیموں کے کے صدر صاحبان کا اعلان ○ ۱۰؍ نومبر ۸۹ء Friday the 10th کا رؤیا پورا ہوا اور دیوارِ برلن گرا دی گئی ○ ۲۴؍ نومبر ۸۹ء پانچ بنیادی اخلاق کی تحریک ○ دسمبر ۱۹۹۱ء حضورِ انور کا تاریخی سفر قادیان ۱۰۰ ویں جلسہ سالانہ میں شرکت اور خطابات ○ ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء حضور انور کا خطبہ جمعہ پہلی بار مواصلاتی سیارے کے ذریعہ براعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا ○ ۳؍ اپریل ۱۹۹۲ء حضور کی حرم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات ○ جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۲ء براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا ○ ۲۱؍ اگست ۹۲ء حضور کے خطبات چار براعظموں میں نشر ہونے شروع ہوئے ○ ۱۷؍ اکتوبر ۹۲ء بیت الذکر ٹورانٹو کا افتتاح فرمایا - ○ ۱۶؍ اپریل ۹۳ء حضور نے اپنی بیٹی یاسمین رحمان صاحبہ کا نکاح پڑھا سیٹلائٹ کے ذریعہ نشر ہونے والا یہ پہلا نکاح تھا ○ ۳۱ جولائی ۱۹۹۳ء پہلی عالمی بیعت ۲ لاکھ افراد کی سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اس کے بعد ۲۰۰۲ء تک علی الترتیب ۴ لاکھ، ۸ لاکھ، ۱۶ لاکھ، ۳۰ لاکھ، ۵۰ لاکھ، ایک کروڑ، چار کروڑ، ۸ کروڑ اور دو کروڑ افراد نے بیعت کی ○ ۳۱ دسمبر ۹۳ء کو ماریشس میں خطبہ اور ایم ٹی اے کی نشریات ۱۲ گھنٹے کرنے کا اعلان ○ ۱۹۹۳ء عالمی درس القرآن کا آغاز ○ ۷ جنوری ۹۴ء ایم ٹی اے کی باقاعدہ نشریات کا آغاز ○ ۲۳؍ مارچ ۹۴ء ایم ٹی اے پر ہومیوپیتھی کلاسز اور ۱۵ جولائی ۹۴ء سے ترجمۃ القرآن کلاس کا اجراء ○ ۱۴؍ اکتوبر ۹۴ء بیت الرحمٰن میری لینڈ امریکہ اور ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن امریکہ کا افتتاح فرمایا ○ ۱۹۹۸ء جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت ۲۳ ہزار حاضرین شامل ہوئے - ○ ۲۴ فروری ۹۹ء حضور انور نے ۳۰۵ گھنٹے کی کلاسز کے ذریعہ ایم ٹی اے پر ترجمۃ القرآن کا دور مکمل فرمایا ○ ۲۰۰۰ء حضور انور کا تاریخی دورہ انڈونیشیا ○ ۲۰۰۲ء میں آپ کے دورِ خلافت کا آخری جلسہ سالانہ منعقد ہوا ○ ہجرت کے بعد بیرون ممالک میں ۱۳۰۶۵ نئی بیوت الذکر کا اضافہ اور ۹۸۵ نئے مشن ہاؤسز بنے ○ اب تک ۵۶ زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے سو سے زائد زبانوں میں منتخب تراجم کروائے گئے ○ ۱۹۸۴ء کے بعد ۸۴ ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور اب خدا کے فضل سے ۱۷۵ ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے ○ ۲۱ فروری ۲۰۰۳ء غریب بچیوں کی شادی کے لئے ''مریم شادی فنڈ'' کی آخری تحریک فرمائی ○ ۱۸؍ اپریل ۲۰۰۳ء کو بیت فضل لندن میں آخری خطبہ جمعہ اور اسی روز آخری مجلس عرفان ارشاد فرمائی ○ ۱۹؍ اپریل ۲۰۰۳ء لندن وقت کے مطابق صبح ۹ بج کر ۳۰ منٹ پر ۷۵ سال کی عمر میں اپنی رہائش گاہ پر یہ نفسِ مطمئنہ اپنے خالق حقیقی سے جاملا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ○



Monthly **ANSARULLAH** May 2003

Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL-34/CR02

تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دُنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۷۔۳۰۹)